إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ ؕ عَسٰٓى أَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

الفضل

قادیان

کلمہ: لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ — غلام احمد قادیانی

ایڈیٹر- غلام نبی

ہفتہ میں تین بار

The ALFAZL QADIAN.

فی پرچہ ایک آنہ

تار کا پتہ الفضل قادیان

رجسٹرڈ ایل ۳۵۱

قیمت سالانہ پیشگی اندرون ہند عہ

قیمت سالانہ پیشگی بیرون ہند

نمبر ۶۱ | ۲۹- رجب ۱۳۵۲ھ | یوم یکشنبہ | مطابق ۱۹ نومبر ۱۹۳۳ء | جلد ۲۱

فہرست مضامین

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے متعلق ۱۶ر نومبر بوقت چار بجے بعد دوپہر کی ڈاکٹری رپورٹ منظہر ہے۔ کہ حضور کی صحت خدا تعالےٰ کے فضل سے اچھی ہے۔

خاندانِ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دیگر افراد بھی بخیریت ہیں۔

محکمہ بجلی کی طرف سے جو اوور سیر صاحب قادیان میں آئے ہوئے ہیں۔ وہ بجلی کے خرچ کا اندازہ لگانے کے لئے نظارت امور عامہ کی امداد سے مطبوعہ فارموں کی خانہ پری کرا رہے ہیں۔ اب تک فارم کافی تعداد میں پر کئے جا چکے ہیں۔

نظارت تعلیم و تربیت کے پیش نظر جامعہ احمدیہ کے طلباء کیلئے بورڈنگ قائم کرنے کی تجویز ہے۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

إِنَّهٗ اٰوَى الْقَرْيَةَ

فرمودہ ۱۹ر نومبر ۱۹۰۲ء

فرمایا۔ آج کل جو قادیان میں بعض اموات ہو رہی ہیں۔ میں ان کو دیکھکر انہ اوی القریہ کے متعلق غور کرتا تھا۔ مجھے معلوم ہوا کہ جہاں جہاں قرآن میں اوی کا لفظ آیا ہے۔ اس سے پہلے کوئی نہ کوئی مصیبت اور تکلیف کا وقوع ہوا ہے۔ جس کے بعد اوی آیا ہے۔ جیسے مسیحؑ کے لئے آیا۔ و آویناھما الی ربوۃ ذات قرار و معین ان کو بھی صلیب کے مشکلات اور تکالیف پیش آئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی یتیمی کی تکالیف سے بچانے کے لئے آوی کا لفظ استعمال فرمایا گیا۔ اصحاب کہف پر بھی جب مصائب پڑے۔ تو ان کو بھی آوی کہکر بچایا ہے۔ غرض قرآن شریف میں خوب غور کر کے دیکھ لو۔ کہ آوی کا لفظ وہیں آتا ہے۔ جہاں پہلے کچھ خوف ہو۔ اس الہام انہ اوی القریہ سے بھی یہی پایا جاتا ہے۔ کہ پہلے کچھ خوفناک صورتیں پیش آئیں چنانچہ وہ خواب جو بیان کی گئی تھی۔ کہ ہمارے گھر کے گرداگرد دیوار کھچی ہے۔ اور ابھی سارے گاؤں کے گرد نہیں کھچی۔ اس سے بھی ایسا ہی پایا جاتا ہے۔ ابھی آوی کا وقت نہیں آیا۔ پہلے بعض خوفناک صورتیں ہونی چاہئیں۔

(الحکم ۲۴ر نومبر ۱۹۰۲ء)

سیرت النبیؐ پر تقریر کرنیوالوں کے لئے قابل توجہ امور

جن علماء کو مجوزہ مضامین پر نوٹ تیار کرانے کا کام تفویض کیا گیا تھا۔ ابھی تک ان کی طرف سے نوٹ تیار ہو کر نہیں پہونچے۔ نیز آج کل میری غیر معمولی مشغولیت دفتری کاروبار میں ایسی ہے کہ میں سمجھتا ہوں۔ اگر میں خود اب نوٹ تیار کرنے کا کام شروع کر دوں تب بھی امید نہیں۔ کہ احباب کو یوم سیرت النبیؐ سے پہلے وہ نوٹ بھجوا سکنے کے قابل ہو سکوں۔ اور اس میں ایک بہت حد تک ذمہ داری خود احباب پر بھی عائد ہوتی ہے۔ گذشتہ ماہ میں شائع کردہ ستر ہزار ٹریکٹوں کی قیمت میں سے ابھی تک صرف پچیس روپیہ کے قریب احباب کی طرف سے واپس ہوئی ہے۔ جو مزید طباعت کے لئے کسی صورت میں بھی کافی نہیں۔ حالانکہ احباب سے میں درخواست بھی کر چکا ہوں۔ کہ وہ اپنے ذمے کی ادائیگیوں کو فوراً ادا کریں۔ تاکہ نظارت ہذا طباعت کا مزید کام کرنے کے قابل ہو سکے۔ اس لئے اب یہی بہتر معلوم ہوتا ہے۔ کہ مقررین اپنے مضامین کی تیاری خود کریں۔ اور سہولت کے لئے مندرجہ ذیل کتابوں سے فائدہ اٹھائیں۔

پہلا مضمون یہ ہے۔ "کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنی نوع انسان کو غلامی کی لعنت سے چھڑانے کے لئے کیا کچھ کیا"۔ اس مضمون پر بہترین اور مفصل بحث سیرت خاتم النبیین حصہ دوم (صفحہ ۱۷۴ تا ۲۳۶) میں موجود ہے۔ یہ ایک مشہور تصنیف ہے۔ جو صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے کی محنت کا نتیجہ ہے۔ اس میں مختلف پہلوؤں سے اس مضمون پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ ایک تقریر کی بجائے تین تقریریں اس سے تیار کی جا سکتی ہیں۔ اور جس رنگ سے آپ نے اس میں بحث اٹھائی ہے۔ اسی رنگ سے اس کی اشاعت کا ہونا ازبس ضروری ہے۔ لہذا کارکنان تبلیغ مقررین کو پابند کریں۔ کہ وہ اس مضمون سے فائدہ اٹھائیں۔

دوسرا مضمون یہ ہے۔ "معاملات دنیویہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنی نوع انسان کو اصولاً اور عملاً کیا ہدایات دیں"۔ آجکل جنسیت غیر جنسیت۔ قومیت غیر قومیت کا سوال ایسے رنگ سے موجودہ تمدن و تہذیب نے اٹھایا ہوا ہے۔ کہ اس کا نتیجہ بنی نوع انسان کے لئے سوائے شقاق اور لعنت کے کچھ نہیں۔ اسلام لا یجرمنکم شنآن قوم کہکر ان قومی تعصبات کا خاتمہ کر دیتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے معاملات دنیا میں جو ہدایات دی ہیں۔ اور آپ نے جو نمونہ اس بارہ میں پیش کیا ہے۔ وہ قومی امتیازات سے بالا تر ہے۔ جو اصحاب اس مضمون پر تقریر کرنا چاہیں۔ وہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا مشہور و معروف لیکچر جو "احمدیت یا حقیقی اسلام" کے نام سے شائع کیا جا چکا ہے۔ اس کے صفحہ ۱۷۷ تا ۲۳۲ سے فائدہ اٹھائیں۔ نیز اس مضمون کے متعلق نوٹ جلسہ سیرت النبی ۱۹۳۱ء مرتبہ نظارت ہذا صفحہ ۱۳ تا ۱۹۔ اور نیز الفضل خاتم النبیین نمبر مورخہ ۸ نومبر ۱۹۳۱ء صفحہ ۳۲ تا ۴۱ سے پوری پوری مدد لے سکتے ہیں۔

اس کے علاوہ مقامی کارکنان تبلیغ مقررین کے نامزد کرنے اور ان سے تقریریں کرانے میں مندرجہ ذیل امور مدنظر رکھیں

۱۔ بعض جگہ سے یہ شکایت آتی ہے۔ کہ مقررین پوری تیاری نہیں کرتے۔ اور اپنے متعلق محض حسن ظن سے کام لیتے ہوئے سٹیج پر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اس لئے چاہئے۔ کہ تقریر کرنے سے پہلے اپنی تقریریں لکھ لیا کریں۔ اور ان کو خوب مانجیں۔ پھر پبلک میں اپنے خیالات کی ترجمانی ایسے طور سے کریں۔ کہ سامعین ان سے نئی باتیں حاصل کر سکیں۔ کوشش یہ ہو۔ کہ تقریر کرتے وقت لکھی ہوئی تقریروں پر بھروسہ نہ کریں۔ ورنہ حافظ یہ معلوم کرنے میں لگا رہے گا۔ کہ کیا لکھا ہوا تھا۔ اور توجہ کے اس طرح بٹ جانے سے پبلک کو مخاطب کرنے اور سمجھانے میں جس توجہ اور قوت بیانیہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ وہ بالکل کمزور ہو جائے گی۔ یہاں تک کہ مقرر صاحب خود بھی محسوس کرینگے۔ کہ ان کو ہو کیا گیا ہے۔ یہ مصیبت دو صورتوں میں پیش آتی ہے۔ اول یہ کہ پہلے پوری تیاری نہ کی جائے۔ اور مضمون کی ترتیب پر پوری محنت نہ ہو۔ دوسرے یہ کہ اپنی لکھی ہوئی تقریر کو پبلک کے سامنے یاد کرنے کی کوشش شروع کر دی جائے۔ ان دونو باتوں سے بچنا چاہئے۔

۲۔ جن آیات اور احادیث کو اپنے مضمون کے لئے منتخب کیا جائے۔ ان کو ضبط اعراب کے ساتھ صحیح طور پر یاد اور ترجمہ اور معانی سے اپنے آپ کو پورا پورا واقف کر لیا جائے۔

۳۔ مقررین کا انتخاب احتیاط سے ہو۔ ایسے لوگوں کو تقریر کرنے کی اجازت نہ ہونی چاہئے۔ جن کو بولنے کا ملکہ نہیں۔ اور جو آیات اور احادیث کے پڑھنے اور ان کے معمولی ترجمہ سے بھی واقف نہیں۔ سوائے اس کے کہ کوئی غیر مسلم صاحب ہوں۔ وہ مستثنیٰ ہیں۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ۔ قادیان

لوکل جماعت کا سکرٹری تعلیم تربیت

لوکل جماعت احمدیہ قادیان کے لئے نظارت تعلیم و تربیت نے حافظ غلام رسول صاحب وزیر آبادی کو سکرٹری تعلیم و تربیت مقرر کیا ہے۔

(ناظر اعلیٰ۔ قادیان)

صاحبزادہ مرزا ظفر احمد صاحب بی اے کی انگلستان کو روانگی

صاحبزادہ مرزا ظفر احمد صاحب بی۔ اے خلف حضرت میرزا شریف احمد صاحب ترقی تعلیم کی غرض سے ۱۵/ نومبر ۱۹۳۳ء ۴ بجے کی ٹرین سے انگلستان روانہ ہوئے۔ آپ کو الوداع کہنے کے لئے مقامی احباب بہ تعداد کثیر سٹیشن پر جمع تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز بھی سٹیشن پر تشریف لے گئے۔ اور گاڑی کے روانہ ہونے سے پیشتر لمبی دعا فرمائی۔ روانگی سے پیشتر صاحبزادہ صاحب موصوف کے ساتھ احباب نے مصافحہ کیا۔ آپ کے گلے میں پھولوں کے ہار ڈالے گئے۔ ہم عزیز موصوف کے متعلق

بسفر رفتنت مبارک باد بسلامت روی و باز آئی

کہتے ہوئے سب احباب جماعت سے درخواست کرتے ہیں۔ کہ وہ بھی اس دعا میں شریک ہوں۔

سالانہ جلسہ کیلئے گھی کی ضرورت

امسال سب کمیٹی جلسہ سالانہ کا منشاء ہے۔ کہ روغن زرد دیہاتی آدمی بھیجکر خرید کرے۔ اسواسطے بذریعہ اخبار اعلان کر کے احباب کو تاکیداً توجہ دلاتا ہوں۔ کہ جس علاقہ میں جو دوست اپنی معرفت گھی خرید کرا سکیں۔ وہ فوراً دفتر ناظم صاحب سپلائی میں مطلع فرمائیں۔ کہ وہ کتنے من فراہم کرا سکینگے۔ اور نرخ کیا ہوگا۔ امید ہے کہ دوست جلد سے جلد اس کار ثواب میں حصہ لینگے۔ اور ۳۰ نومبر ۳۳ء تک اپنے اپنے علاقوں سے پتہ لیکر مطلع فرمائینگے۔ افسر جلسہ سالانہ قادیان

دارالانوار کمیٹی کا ضروری اعلان

احباب کرام دارالانوار کی خدمت میں یہ اطلاع دی جا چکی ہے کہ یکم نومبر ۱۹۳۳ء سے مطابق قواعد دارالانوار کمیٹی خریداران زمین کیلئے مالکان اراضی کو روپیہ ادا کرتے ہوئے زمین پر قبضہ حاصل کریگی۔ اور اس کے بعد انشاء اللہ تعالیٰ حصہ داران میں بذریعہ قرعہ روپیہ تعمیر مکانات کیلئے تقسیم ہوگا۔ پس جہاں حصہ داران کو اپنی اپنی قسط باقاعدہ ہر ماہ کی ۱۰ تاریخ قبل دوپہر اور بقایا (جنکے ذمہ ہو) داخل کرنا ضروری ہے۔ وہاں یہ بھی ضروری ہے۔ کہ جن احباب کو پچاس فیصدی سے زائد رقم ادا کرنی ہو۔ وہ زائد رقم یکم فروری ۱۹۳۴ء سے قبل ادا کرنے کا انتظام فرمائیں تا زمین کا قبضہ حاصل کرنے میں کسی قسم کی دقت نہ ہو۔

جن احباب نے کسی وجہ سے اپنا حصہ بند کر دیا ہے۔ انکو روپیہ صرف ...

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
الفضل
نمبر ۶۱ قادیان دارالامان مورخہ ۲۹ رجب ۱۳۵۲ ہجری جلد ۲۱

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کابل کے متعلق پیشگوئیاں

زمینِ کابل پر خدا تعالیٰ کی قہری تجلیات

شناخت مامور کیلئے کابل کو آسانیاں

خدا تعالےٰ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بشارت کے مطابق جب آپ کی امت کی حفاظت اور دین اسلام کے زندہ اور کامل ہونے کا ثبوت دینے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث کیا۔ تو جس ملک میں آپ کے ماننے والوں پر انتہائی ظلم و ستم کیا گیا جہاں نہایت ہی وحشیانہ طریق سے انہیں شہید کیا گیا۔ وہ کابل کا ملک ہے۔ حالانکہ اس کے لئے دوسرے ممالک کی نسبت خدا تعالےٰ کے مامور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قبول کرنے اور آپ کی صداقت کا اعتراف کرنے کے بہت زیادہ سامان میسر تھے۔ ایک تو کابل دوسرے تمام ممالک کے مقابلہ میں پنجاب کی اس سرزمین کے زیادہ قریب واقعہ ہے۔ جس میں خدا تعالےٰ کی خاص حکمتوں کے ماتحت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت ہوئی۔ اور اس طرح وہ خدا تعالےٰ کے ان نشانات کو جو آپ کی صداقت میں ظاہر ہوئے۔ زیادہ قریب سے دیکھ سکتا۔ اور ان کے متعلق تفصیلی حالات زیادہ آسانی سے معلوم کر سکتا تھا۔ دوسرے کابل کی ایک خاص شخصیت نے جس کے تقویٰ و طہارت جس کی نیکی اور پاکیزگی کا سارے افغانستان میں شہرہ تھا۔ اور جو کابل کے شاہی خاندان میں بھی نہایت ہی احترام اور اعزاز کا درجہ رکھتی تھی۔ یعنی صاحبزادہ سید عبداللطیف صاحب۔ انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کا اعتراف کر کے آپ کو قبول کرنے کے متعلق اہل کابل کے لئے نہایت ہی آسانی پیدا کر دی۔ اور ان کے لئے انکار کرنے کی کوئی وجہ باقی نہ رہنے دی تھی۔

اہل کابل کی خدا کے بندوں پر جفا کاری

لیکن اس بدقسمت ملک کے بدنصیب باشندوں نے خدا تعالےٰ کے مامور اور مرسل حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کا کھلا کھلا ثبوت پیش کرنے والے امور سے نہ صرف کوئی فائدہ نہ اٹھایا بلکہ ظلم و ستم پر کمر باندھ لی۔ اور خدا کے مخلص بندوں کو ایسی ہولناک جفا کاری کا نشانہ بنایا۔ کہ زمین کانپ اٹھی۔ اور آسمان تھرا گیا۔ صاحبزادہ سید عبداللطیف صاحب ایسے پاکباز انسان پر جن کے تقویٰ و طہارت اور جن کی نیکی و دینداری کا سارا کابل معترف تھا۔ محض اس لئے زمین میں زندہ گاڑ کر سنگ باری کی گئی۔ اور پتھروں کا پہاڑ ان پر کھڑا کر دیا گیا۔ کہ انہوں نے خدا کے مامور کو کیوں قبول کیا۔ نیز آپ کے ایک شاگرد رشید عبدالرحمٰن کو بھی شہید کیا گیا۔ اس طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وہ پیشگوئی پوری ہوئی۔ جس کی خبر خدا تعالےٰ نے آپ کو ان الفاظ میں دی تھی۔ کہ شاتان تذبحان۔ یعنی دو بکرے ذبح کئے جائیں گے۔

پاداش ظلم کے متعلق پیشگوئی

چونکہ خدا کے بے گناہ اور پاکباز بندوں پر گمراہی اور ضلالت کے بندوں نے نہایت ہی ہولناک ظلم کیا۔ اور خدا تعالےٰ کی غیرت کو بھڑکایا تھا۔ اس لئے خدا تعالےٰ نے اپنے مامور سے یہ اعلان کرایا کہ "کابل کی زمین دیکھ لیگی۔ کہ یہ خون کیسے کیسے پھل لائیگا۔ یہ خون کبھی ضائع نہیں جائیگا۔ پہلے اس سے غریب عبدالرحمٰن میری جماعت کا ظلم سے مارا گیا۔ اور خدا چپ رہا۔ مگر اس خون پر اب وہ چپ نہیں رہے گا۔ اور بڑے بڑے نتائج ظاہر ہونگے۔ مگر ابھی کیا ہے۔ یہ خون بڑی بے رحمی کے ساتھ کیا گیا۔ اور آسمان کے نیچے ایسے خون کی اس زمانہ میں نظیر نہیں ملیگی۔ ہائے اس نادان امیر نے کیا کیا۔ کہ ایسے معصوم شخص کو کمال بیدردی سے قتل کر کے اپنے تئیں تباہ کر دیا۔ اے کابل کی زمین تو گواہ رہ کہ تیرے پر سخت جرم کا ارتکاب کیا گیا۔ اے بدقسمت زمین تو خدا کی نظر سے گر گئی۔ کہ تو اس ظلم عظیم کی جگہ ہے"۔

ستم شعاروں کا انجام

اس کے بعد کابل کی زمین میں جو کچھ ظہور پذیر ہوا۔ اس نے اس پیشگوئی کی حرف بحرف تصدیق کر دی۔ صاحبزادہ سید عبداللطیف صاحب کو امیر حبیب اللہ کے حکم سے سنگسار کیا گیا تھا۔ خود امیر حبیب اللہ ایسے شرمناک حالات میں قتل کیا گیا۔ کہ ان کو پردۂ راز میں ہی چھپا دینے کی کوشش کی گئی۔ اور باوجود اس کے کہ اُسے اس کے کیمپ میں جو محدود اور معروف انسانوں پر مشتمل تھا قتل کیا گیا۔ مگر قاتل کو کسی نے گرفتار نہ کیا۔ پھر حبیب اللہ کا بھائی نصر اللہ اور اس کی پارٹی جس کا صاحبزادہ صاحب موصوف کو سنگسار کرانے میں بہت بڑا دخل تھا۔ تباہ و برباد کر دی گئی۔ حتےٰ کہ اس کے خس کم جہاں پاک ہونے کی کسی کو کانوں کان خبر نہ ہوئی۔

امان اللہ کی ستم شعاری اور اس کا انجام

پھر امان اللہ نے اپنے باپ کے ظلم و ستم کا اعادہ کیا۔ اس بارے میں بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئی موجود تھی۔ چنانچہ حضرت سید عبداللطیف صاحب کی شہادت پر آپ نے اعلان کیا۔ کہ خدا تعالےٰ نے مجھے خبر دی ہے۔ کہ اور احمدی بھی وہاں اسی طرح شہید کئے جائیں گے۔ چنانچہ نعمت اللہ خان شہید اور چند اور احمدیوں کو امان اللہ نے سنگسار کرا دیا۔ اس کا خمیازہ جو کچھ اسے بھگتنا پڑا۔ وہ سب کو معلوم ہے۔ اور وہ اب بھی عبرت اور ناکامی کی تصویر بنا ہوا اٹلی میں بیٹھا ذلت و رسوائی کی زندگی بسر کر رہا ہے۔ امان اللہ نے کئی سال شان و شوکت کے ساتھ حکومت کی۔ اس کی ذات اہل کابل کے لئے بہترین امیدوں اور آرزوؤں کا مرجع بن گئی۔ اور خیال کیا جانے لگا۔ کہ کابل کو نہایت قابل حکمران مل گیا ہے۔ اور بالفاظ ایک اسلامی معاصر "دور سے بیٹھے ہوئے معلوم ہوتا تھا۔ کہ افغانستان کا ذرہ ذرہ اپنے اس بادشاہ پر نثار ہونے کے لئے مضطرب ہے"۔ لیکن جب اس نے احمدیوں کو کامل آزادی دینے کا وعدہ کرنے کے بعد اس سے انحراف کیا۔ اور بعض احمدیوں کو کابل میں شہید کرا دیا۔ تو وہی خدا جس نے حبیب اللہ۔ نصر اللہ اور دوسرے لوگوں کو اسی قسم کے جرم کی پاداش میں اپنے غضب کا نشانہ بنا کر عبرت کا سامان مہیا کیا تھا۔ اس کا غضب امان اللہ کے متعلق بھی بھڑکا۔ اور پہلے سے زیادہ زور کے ساتھ بھڑکا۔ پہلے ظالم اور جفا کاروں کا جہاں عبرتناک ہلاکتوں کے ذریعہ خاتمہ کر دیا گیا۔ وہاں امان اللہ کو زندہ رکھ کر مورد غضب بنایا گیا۔ امان اللہ نے اپنی شان و شوکت اور کروفر کے اظہار کے لئے یورپ کا دورہ کیا۔ اس کی ہر ملک میں خوب آؤ بھگت ہوئی۔ اور دنیا میں اس کی خوب شہرت ہو گئی۔ اس سے اس نے تو یہ سمجھا۔ کہ اسے اپنی حکومت کو مضبوط اور اپنے اعزاز میں اضافہ کرنے کا موقعہ مل گیا ہے۔ لیکن مشیت ایزدی کے ماتحت یہ سب کچھ اس لئے ہو رہا تھا۔ کہ اس کی ذلت و رسوائی کو انتہا تک پہونچا دیا جائے۔ اور اسے شہرت کی بلندی پر پہونچا کر ذلت کے گڑھے

میں گرا یا جائے۔ تاکہ وُہ ساری دنیا کے لئے عبرت کا باعث بن سکے۔ چنانچہ جب وُہ مغربی دُنیا میں اپنی نمائش کرنے کے بعد واپس آیا۔ تو اس کے خلاف بغاوت پھوٹ پڑی۔ اور پھر جو کچھ ہوا۔ وُہ نہایت ہی عبرتناک داستان ہے۔ جس کی تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں۔ مختصر یہ کہ ایک معمولی ڈاکو اور ایک فرومایہ قزاق بچہ سقہ کے حملہ سے امان اللہ اپنی حکومت کو نہ بچا سکا۔ اور نامرد اور بزدل انسان کی طرح اس نے بھاگ کر اپنی جان بچائی۔ بچہ سقہ نے نہ صرف اس جفا پیشہ خاندان کی حکومت کا کلیۃً خاتمہ کر دیا۔ بلکہ شاہی محلات میں داخل ہو کر اس خاندان کے ننگ و ناموس کو بھی برباد کر دیا۔ پھر سارا افغانستان اس نے پامال کر کے دکھلایا۔ اور اس طرح وُہ نوشتہ حرف بحرف پورا ہو گیا۔ جس کا ذکر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ میں اوپر کیا گیا ہے۔

کابل کی زمین نے کیا دیکھا۔

یہ تو اس شاہی خاندان کا انجام ہوا۔ جس نے خدا تعالےٰ کے بے گناہ بندوں پر محض اس لئے انتہائی ظلم وستم کیا تھا۔ کہ انہوں نے خدا کی طرف سے پکارنے والے کی آواز پر لبیک کہا تھا۔ لیکن جس زمین پر یہ ظلم کیا گیا۔ اور جسے کہدیا گیا تھا۔ کہ "اے کابل کی زمین تو گواہ رہ کہ تیرے پر سخت جرم کا ارتکاب کیا گیا۔ اے بد قسمت زمین تو خدا کی نظر سے گر گئی"۔ اور جس کے متعلق یہ پیشگوئی شائع کی گئی تھی۔ کہ "ریاست کابل میں قریب پچاسی ہزار کے آدمی مرینگے" (۱۳ مارچ ۱۹۰۶ء) اس نے جو کچھ دیکھا۔ اس کا قیاس اخبار انقلاب (۱۱ نومبر) کے حسب ذیل الفاظ سے کیا جا سکتا ہے۔ جو اس نے امان اللہ کے کابل سے فرار اور بچہ سقہ کے غلبہ و اقتدار کے زمانہ کے متعلق لکھے ہیں۔ "انقلاب" لکھتا ہے:۔

"ملک برباد ہو چکا تھا۔ اس کا خزانہ لٹ چکا تھا۔ ہر ادارہ تباہ حال تھا۔ ترقی ابناء وطن کی کوئی چیز بھی باقی نہیں رہی تھی۔ کوئی فوج نہ تھی۔ ساز و سامان نہ تھا۔ ایک لاکھ بہادر افغان جو غیروں کے مقابلہ میں بہترین خدمات انجام دے سکتے تھے۔ انقلاب میں بغیر کسی گناہ و جرم کے شہید ہو چکے تھے"۔

پچاسی ہزار کے قریب مرنے والوں کے متعلق پیشگوئی

ان الفاظ سے ظاہر ہے۔ کہ کابل میں پچاسی ہزار کے قریب مرنے والوں کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جو پیشگوئی تھی۔ وُہ بھی پوری ہو چکی ہے۔ اس پیشگوئی کا ذکر کرتے ہوئے ۱۹۳۰ء میں مولوی ثناء اللہ کے اخبار اہلحدیث نے "خدا خیر کرے"۔ کے عنوان سے لکھا تھا "۵ مارچ ۱۹۰۶ء کو مرزا صاحب نے ایک الہام شائع کیا تھا۔ "ریاست کابل میں قریب پچاسی ہزار کے آدمی مریں گے"۔ دیکھئے اس کی صداقت کب بتائی جائے گی"۔ اس وقت "الفضل" ۳ جنوری ۱۹۳۰ء میں لکھا گیا تھا۔

"گذشتہ خانہ جنگی میں بہت سے آدمی مارے جا چکے ہیں۔ لیکن ہمارے پاس صحیح اعداد و شمار نہیں۔ اور نہ ہی مرنے والوں کی صحیح تعداد معلوم کرنے کے ذرائع ہمارے پاس ہیں۔ اگر یہ پیشگوئی پوری ہو چکی ہے۔ تو ہمیں امید ہے۔ کہ کسی موقع پر کسی نہ کسی طرح اعداد و شمار ظاہر ہو کر اس کی صداقت کا ضرور اظہار کریں گے"۔

اب اخبار "انقلاب" نے گزشتہ انقلاب کابل کے دوران میں مرنے والوں کی جو تعداد پیش کی ہے۔ اس سے ظاہر ہے۔ کہ ۸۵ ہزار کے قریب تو یقیناً مر چکے ہیں۔ اور کابل کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ پیشگوئی بھی پوری ہو چکی ہے۔ اس پیشگوئی کے الفاظ پر غور کرنے سے اس کی صداقت حیرت انگیز طور پر ظاہر ہوتی ہے۔ اس کے الفاظ یہ ہیں۔ کہ "ریاست کابل میں قریب پچاسی ہزار کے آدمی مریں گے"۔ "قریب" کا لفظ بتاتا ہے۔ کہ ایک ایک مرنے والے کو شمار کر کے ان کی تعداد معین کرنا ممکن نہ ہوگا۔ اندازہ ہی لگایا جائے گا۔ اور وُہ اندازہ ۸۵ ہزار کے لگ بھگ ہوگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ پھر پیشگوئی کے الفاظ یہ بتاتے ہیں۔ کہ مرنے والوں کو مارنے والا کوئی غیر نہ ہوگا۔ یعنی باہر سے حملہ کر کے کوئی انہیں نہیں مارےگا۔ بلکہ وُہ خود ہی ایک دوسرے کو مارتے ہوئے مرینگے۔ یہ بھی بالکل درست ثابت ہوا۔ یہ تباہی ان پر خانہ جنگی کے نتیجہ میں ہی آئی۔ اور اسی جرم و گناہ کی وجہ سے آئی۔ جس کا ارتکاب اس زمین پر کیا گیا۔ اور جس سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پہلے ہی مطلع کر دیا تھا۔

"آہ نادر شاہ کہاں گیا"

اس مضمون میں مختصر طور پر جو کچھ بیان کیا گیا ہے۔ اس سے ظاہر ہے۔ کہ کابل کی زمین اپنے ظلم وستم کی پاداش میں خدا تعالےٰ کے ان قہری نشانات کی مورد بن چکی ہے۔ جن کی خبر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے قبل از وقت دی تھی۔ اور کابل کے متعلق آپ کی متعدد پیشگوئیاں نہایت وضاحت اور صفائی کے ساتھ پوری ہو چکی ہیں۔ اسی سلسلہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی ایک اور پیشگوئی بھی حرف بحرف حال میں مزید وضاحت کے ساتھ پوری ہوئی ہے۔ اور وُہ یہ ہے۔ کہ ۳ مئی ۱۹۰۵ء کی صبح کو رؤیا میں آپ کو حسب ذیل الفاظ لکھے ہوئے دکھائے گئے۔

"آہ نادر شاہ کہاں گیا"۔

اس پیشگوئی کا اعلان دنیا میں اس وقت کیا گیا۔ جبکہ کابل سے تعلق رکھنے والا کوئی نادر شاہ دنیا میں موجود نہ تھا۔ لیکن آخر خدا تعالےٰ نے نہایت غیر معمولی حالات میں ایک ایسے شخص کو جس کی پیدائش غریب الوطنی اور بیکسی کی حالت میں ہوئی تھی۔ اور جس کے متعلق کسی کے وہم و گمان میں بھی نہیں آ سکتا تھا۔ کہ وُہ کبھی نادر شاہ کہلانے کے قابل بن سکے گا۔ کابل کی حکومت عطا کر کے نادر شاہ بنا دیا۔ پھر جہاں اس کی زندگی میں ایسے حالات پیدا کر دیئے کہ افغانستان زبان حال سے یہ کہنے پر مجبور ہو گیا۔ کہ "آہ نادر شاہ کہاں گیا"۔ وہاں اس کی موت بھی ایسے رنگ میں واقعہ ہوئی۔ کہ آج ہر طرف سے یہ آواز آ رہی ہے۔ آہ نادر شاہ کہاں گیا۔

چونکہ یہ مضمون کسی قدر تفصیل اور تشریح چاہتا ہے۔ اس لئے اگلے پرچہ میں پیش کیا جائے گا۔ انشاء اللہ:

گاندھی جی مشکلات میں

جیسا کہ ہم نے گذشتہ پرچہ میں لکھا تھا گاندھی جی کی مشکلات میں روز بروز اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ اگرچہ انہوں نے یہ اعلان کیا ہے۔ کہ کسی کو اپنے اوپر انڈے پھینکتے ہوئے نہیں دیکھا۔ لیکن اس سے اس خطرہ میں کوئی کمی واقع نہیں ہوئی۔ جو ان کی تحقیر کے متعلق پیدا ہو چکا ہے۔ چنانچہ ساؤنیر (سی۔ پی) کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ "گاندھی جی کو ہریجن تحریک کے سلسلہ میں دیہات میں پرچار کے لئے بڑی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ بعض جگہ تو سناتن دھرمیوں کی طرف سے بہت تنگ کیا جاتا ہے۔ سی پی مرہٹی فرنٹس آف اینٹی چھوت سوسائٹی نے مہاتما جی کی حفاظت کے لئے خاص انتظام کر دیا ہے۔ سوسائٹی ہذا کی طرف سے بہت سے والنٹیر مہاتما جی کے ساتھ ہر وقت رہتے ہیں۔ جو ان کی موٹر کار میں ہی بیٹھے رہتے ہیں۔ اس کے علاوہ ایک موٹر مہاتما جی کی موٹر کے آگے چلتی ہے جس میں بہت سے والنٹیر ہوتے ہیں۔ تا کہ کوئی کٹر ہندو مہاتما جی پر حملہ نہ کر دے۔ باوجود اس قدر انتظامات کے ساؤنیر سے تین میل کے فاصلہ پر ایک جگہ سناتن دھرمیوں نے مہاتما جی کی کار کو روکنے کی کوشش کی۔ اس امر کا خطرہ محسوس کیا جا رہا ہے۔ کہ کہیں یہ مذہبی دیوانے مہاتما جی پر حملہ نہ کر دیں"۔ (ملاپ ۱۵ نومبر)

کجا وُہ وقت جب ہر جگہ گاندھی جی کے راستہ میں آنکھیں بچھائی جاتی تھیں۔ ان کے درشن کرنا باعث فخر سمجھا جاتا تھا۔ اور ان کی ہر بات پر عمل کرنا موجب فلاح خیال کیا جاتا تھا۔ اور کجا یہ حالت کہ ان کی حفاظت کے لئے پہرے دار مقرر ہیں۔ ان کی موٹر اس وقت تک اپنی جگہ سے ہل نہیں سکتی۔ جب تک اس کے آگے حفاظتی موٹر نہ چلے۔ اور ہر وقت یہ خطرہ محسوس کیا جا رہا ہے۔ کہ کوئی ان پر حملہ نہ کر دے۔ یہ اہل ہند کے لئے نہایت ہی سبق آموز مثال ہے۔ اور اس سے ظاہر ہے۔ کہ دنیا جسے آناً فاناً بلندی پر پہونچاتی ہے۔ اسے فوراً تحت الثریٰ میں بھی گرا دیتی ہے۔ لیکن خدا جسے کامیابی عطا کرتا ہے۔ اس کا قدم کوئی پیچھے کو نہیں ہٹا سکتا۔ وُہ لوگ جو گاندھی جی کی وقتی شہرت کو ان کی روحانیت اور ہندو دھرم کی صداقت کا ثبوت بنایا کرتے تھے۔ غور کریں۔ کہ اب روحانیت کہاں گئی۔ کیوں شہرت کی جگہ خطرات نے لے لی ہے:

اعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم ٭ نحمدہ و نصلی علٰی رسولہ الکریم

وعلٰی عبدہ المسیح الموعود

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھو الناصر

خطبہ جمعہ

چندہ کی باقاعدہ ادائیگی کے متعلق آخری انتباہ

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللّٰہ تعالٰی بنصرہ العزیز

فرمودہ ۱۰۔ نومبر ۱۹۳۳ء

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

مَیں سر درد اور گلے کی تکلیف کی وجہ سے اونچا نہیں بول سکتا۔ اور نہ ہی زیادہ بول سکتا ہوں۔ لیکن مَیں اس بات کے متعلق اختصاراً جماعت کو توجہ دلاتا ہوں۔ کہ اس سال

بجٹ کے موقع

پر سب کمیٹی کی سفارش تھی۔ اور اس پر مجلسِ شوریٰ کی بھی سفارش تھی کہ اگر بجٹ پورا نہ ہو تو

چندۂ خاص

لگایا جائے۔ لیکن مَیں نے فیصلہ کیا تھا۔ کہ پہلے چندہ کی وصولی کے متعلق پوری کوشش کیجائے۔ جو اَب تک نہیں ہوتی رہی۔ اگر اس کے بعد بھی بجٹ پورا نہ ہو۔ اور نہ ہی قرضہ کی ادائیگی کی کوئی اور صورت نظر آئے۔ تو پھر چندۂ خاص لگایا جائیگا۔ تشخیص سے معلوم ہُوا۔ کہ ہماری آمد کا بجٹ بہت ہی کم تجویز کیا جاتا رہا ہے۔ اور درحقیقت اس سے بہت زیادہ آمدنی ہونی چاہیئے تھی بہت سے

نادہند اور کمزور لوگ

چندہ کی ادائیگی میں سُستی کرتے۔ اور جماعتیں بھی اپنے بجٹ کو پورا کرنے کے لئے کہ انہوں نے تمام رقوم ادا کردی ہیں۔ ایسے نادہندوں کو چندہ کی فہرست سے خارج کر دیتیں۔ جس کی وجہ سے وہ اور سُست ہو جاتے۔ اور اگر کبھی

وقتی جوش کے ماتحت

وہ چندہ دے بھی دیتے۔ اور اس طرح ایک جماعت کے چندہ میں اضافہ ہو جاتا۔ تو وہ جماعت مستقل نیکنامی حاصل کر لیتی۔ اور اس کے متعلق خیال کیا جاتا۔ کہ اس کا چندہ بہت بڑھ گیا ہے۔ یا بعض دفعہ کوئی چُست آدمی بھی اس وجہ سے سُست ہو جاتا کہ بجٹ تو پورا ہی ہو چکا ہے۔ اب مزید چندہ دینے کی کیا ضرورت ہے۔ ان نقائص کو دُور کرانے کے لئے مَیں نے تشخیص کرائی اور معلوم ہُوا

پچاس فیصدی سے بھی زیادہ

لوگ ایسے ہیں۔ جو صحیح طور پر باقاعدگی کے رنگ میں چندہ نہیں دیتے۔ تشخیص کے نتیجہ میں بعض جماعتوں کا سوایا۔ اور بعض کا ڈیوڑھا اور بعض کا دُگنا چندہ ہو گیا۔ اور مجموعی طور پر جماعت کے چندہ میں پچاس فیصدی کے قریب اضافہ ہُوا

گذشتہ سال کی پہلی ششماہی

کے خاتمہ پر جماعت پر چالیس ہزار روپیہ قرض تھا۔ مگر اس سال پہلی ششماہی پر کوئی قرض نہیں نکلا۔ مگر جہاں یہ خوشی کی بات ہے کہ جماعت نے پچھلے چھ ماہ میں چندوں کی ادائیگی پر پورا زور لگایا اور گو پورا تو پھر بھی نہیں کہا جا سکتا۔ ہاں یہ ضرور کہنا پڑتا ہے۔ کہ پہلے سے زیادہ زور لگایا۔ اور باوجود بجٹ میں زیادتی ہونے کے خرچ کا بجٹ گذشتہ سال کے مقابلہ میں بڑھا نہیں۔ اور قرضہ میں بھی زیادتی نہیں ہوئی۔ یا حسابی رنگ میں ایسی نمایاں زیادتی نہیں ہوئی۔ جسے بیان کیا جا سکے۔ وہاں پچھلے سال کا

ستر اکہتر ہزار روپیہ کا قرض

ابھی تک ادا نہیں ہُوا۔ گو چھ مہینہ میں بجائے بڑھنے کے قرض اپنی جگہ ٹھیرا رہا۔ مگر قرض کا اپنی جگہ پر قائم رہنا بھی کوئی خوشی کی بات نہیں۔ کب تک ستر اکہتر ہزار کا قرض چلا جائیگا اسے بہرحال ادا کرنا ہے۔ مگر اس سے بھی زیادہ

خطرناک بات

یہ ہے۔ کہ پچھلے ماہ سے ادائیگی چندہ کے متعلق جماعت کی توجہ میں کمی آگئی ہے۔ اور بعض ہفتوں میں تو اتنی کمی ہوئی ہے۔ کہ حیرت ہو جاتی ہے۔ پچھلے سال انہی دنوں میں جماعت کے چندہ کی ہفتہ وار چار ہزار آمد تھی۔ مگر اس سال دو ہزار سے کچھ ہی اوپر ہے۔ جس کے معنے یہ ہیں کہ جس طرح بُرے بیل کو اس بات کی عادت ہو جاتی ہے۔ کہ کوئی اسے کچھ کے دے۔ اور لٹھ لیکر اس کے پیچھے لگا رہے۔ تب وہ چلے۔ اسی طرح ہماری جماعت کو بھی اس بات کی عادت ہو گئی ہے۔ کہ اسے جگایا اور بیدار کیا جائے۔ ہلایا اور جھنجھوڑا جائے۔ اگر اسے بیدار نہ کیا جائے۔ تو وہ نہیں اُٹھتی۔ لیکن اس طرح کام کرنے والوں کو کوئی ثواب نہیں ملیگا۔ اور

قیامت کے دن

وہ اپنے نامۂ اعمال کو خالی دیکھینگے۔ اور انہیں معلوم ہوگا کہ ان کی تمام نیکیاں یا تو ناظر بیت المال کے نام لکھی ہوئی ہونگی۔ یا محصلین کے نام اور یا میرے نام لکھی ہوئی ہونگی۔ کیونکہ جو زور دے کر دوسروں کو چلاتے ہیں ثواب انہی کو ملیگا۔ باقی کام کرنے والوں کو اسی وقت ثواب مل سکتا ہے۔ جب وہ بغیر کسی کے کہے خود بخود کام کرتے چلے جائیں۔ لیکن اگر کوئی اور شخص اُن سے کام کراتا ہے۔ تو پھر یہ اُن کے لئے ثواب کا موجب نہیں۔ بلکہ کہنے والے کو اس کا ثواب ملیگا۔ اور

جبکہ وہ دنیا میں اس خیال سے مطمئن بیٹھے ہوئے ہونگے۔ کہ وہ نیکیاں کما رہے ہیں۔ اگلے جہاں میں وہ نیکیاں ان کے نام نہیں لکھی ہونگی اور یہ ایک نہایت ہی تکلیف دہ اور قابل افسوس بات ہے میں نے متواتر جماعت کو توجہ دلائی ہے۔ کہ

مومن کا فرض

یہ ہے۔ کہ وہ استقلال اور توجہ سے کام کرتا چلا جائے۔ یہ کوئی اچھا طریق نہیں۔ کہ کچھ دن کام کیا۔ اور پھر سو گئے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے ایک دفعہ لوگوں نے پوچھا۔ یا رسول اللہ سب سے اچھا کام کونسا ہے۔ آپؐ نے فرمایا۔ سب سے اچھا کام وہ ہے۔ جس پر دوام اختیار کیا جائے۔ ایک نیکی چاہے چھوٹی ہو۔ مگر اس پر دوام رکھا جائے۔ تو وہ اُس بڑی نیکی سے افضل ہے۔ جسے ایک دفعہ کر کے انسان پھر ترک کر دے۔ پس یہ کوئی

مفید طریق

نہیں۔ کہ چند دن اپنے کاموں سے ایک شور پیدا کر دو۔ اور پھر ہمیشہ کے لئے خموش بیٹھ جاؤ۔ اگر چند افراد میں یہ نقص ہو۔ تو پھر تو کسی حد تک اسے برداشت بھی کیا جا سکتا ہے۔ لیکن اگر اکثروں میں بلکہ جماعت کے کارکنوں تک میں یہ نقص پایا جاتا ہو۔ تو کتنی افسوسناک بات ہوگی۔ میں نے دیکھا ہے۔ بعض دفعہ نہایت معمولی معمولی نقصان کی وجہ سے بعض افراد اپنے

فرائض کی ادائیگی

میں کوتاہی کر دیتے ہیں۔ ابھی ایک بڑی جماعت کے سکرٹری کا مجھے خط ملا ہے۔ اُس جماعت کے ڈیڑھ دو سو افراد ہیں۔ وہ لکھتا ہے۔ کہ چونکہ جماعت کے دوست شہر کے دُور دُور حصوں میں رہتے ہیں۔ اس لئے چندہ کی وصولی کے لئے میرا سب کے پاس جانا مشکل ہوتا ہے۔ اور اس وجہ سے چندہ وصول نہیں ہوتا۔

کوئی اس سے پوچھے۔ کہ اگر تمہارے لئے چندہ کا وصول کرنا مشکل ہے۔ تو پھر تم نے یہ ذمہ واری لی ہی کیوں؟ کہ تم چندہ وصول کیا کرو گے۔ اور اگر تمہارا حوصلہ اتنا ہی گرا ہوا تھا۔ کہ مہینہ میں ایک دفعہ بھی تم دوستوں کے پاس نہیں جا سکتے تھے تو پھر تمہیں یہ عہدہ لینے اور سکرٹری مال کہلانے کی کیا ضرورت تھی۔ پھر اگر تم نے محض

ثواب کی نیت سے

یہ عہدہ لیا تھا۔ اور اتنی ہمت نہیں تھی۔ کہ لوگوں کے پاس پہنچتے تو یوں بھی کر سکتے تھے کہ مختلف محلوں میں اپنے نائب مقرر کر دیتے۔ اور اگر نائب بھی خود مقرر نہیں کر سکتے تھے۔ تو اپنے امیر یا انجمن کے پریذیڈنٹ سے کہتے۔ کہ میں سب جگہ نہیں پھر سکتا۔ میرے لئے نائب چاہئیں۔ مگر اُس نے

صرف عہدہ لے لیا

اور سمجھ لیا۔ کہ اب مجھے ثواب مل جائیگا۔ کیونکہ میں نے اتنی ذلت جو برداشت کر لی۔ کہ جماعت احمدیہ کا سکرٹری کہلانا شروع کر دیا اس کے بعد آنکھیں بند کر کے بیٹھ گیا۔ اور سمجھ لیا۔ کہ دنیا کا سارا ثواب کھچ کھچا کر اس کے نامۂ اعمال میں درج ہونا شروع ہو جائیگا۔ میں نے بجٹ کے موقع پر جو تقریر کی تھی۔ اس میں کہا تھا۔ کہ جو لوگ کام نہیں کر سکتے۔ انہیں چاہیئے۔ کہ وہ بجائے روک بننے کے ہمارے راستہ سے ہٹ جائیں جیسا کہ گھوڑ دَوڑ میں اگر ایک کنکر بھی راستہ میں پڑا ہوا ہو۔ تو وہ دَوڑ میں روک بن سکتا ہے۔ اور اس کی وجہ سے پہلی سی تیزی قائم نہیں رہ سکتی۔ اسی طرح

رُوحانی جماعتوں میں

بھی جبکہ سمجھدار اور اخلاص رکھنے والے دَوڑ میں شامل ہوتے ہیں۔ بعض لوگ درمیان میں روک بن کر آکھڑے ہوتے ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ جماعت میں وہ تیزی نہیں رہتی۔ جو رہنی چاہیئے۔ اس لئے میں نے کہا تھا۔ کہ ایسے لوگوں کو چاہیئے وہ علیحدہ ہو جائیں۔ اور صاف صاف کہدیں۔ کہ جب ہماری مرضی ہوگی کام کرینگے۔ اور جب نہیں ہوگی۔ نہیں کرینگے۔ اگر ایسے لوگ ہمارا ساتھ نہیں دینا چاہتے۔ تو چھوڑ دیں۔ اب بھی میں یہی کہتا ہوں۔ کہ ایسے لوگوں کو علیحدہ ہو جانا چاہیئے۔ خواہ مخواہ

جھوٹی تعداد

بڑھانے کا فائدہ کیا ہے؟ ایک زمانہ تھا جب ساری دنیا میں اتنے احمدی بھی نہیں تھے۔ جتنے آج جمعہ میں بیٹھے ہیں۔ مگر اُس وقت بھی کام ہو رہا تھا۔ اُس وقت بھی سلسلہ کی طرف لوگ متوجہ ہوتے تھے۔ اور اُس وقت بھی یورپ اور امریکہ میں احمدیت کا نام پھیلا ہوا تھا۔ اور خواہ لوگوں کی کثرت نہ تھی اور تھوڑے سے لوگ احمدیت میں شامل تھے۔ مگر وہ چند آدمی بھی

دُنیا میں شور

مچا رہے تھے۔ اور خدا تعالیٰ انہی کی آواز کو دنیا میں پھیلا رہا تھا۔ کیونکہ جہاں انسانی کوششوں میں کمی ہو۔ وہاں خدا تعالیٰ کا فضل اس کمی کو پورا کر دیتا ہے۔ میں نے یہ بھی کہا تھا۔ کہ جماعت کو اس طرف

فوری توجہ

کرنی چاہیئے۔ ورنہ مجھے کوئی ایسا قدم اُٹھانا پڑیگا۔ جو سزا کی قسم کا ہوگا۔

سب سے زیادہ افسوس کی بات یہ ہے۔ کہ

قادیان کی جماعت

میں بھی بیداری نہیں۔ عام طور پر یہ شکایت پائی جاتی ہے۔ کہ یہاں کے لوگوں کے پاس جب چندہ وصول کرنے والے پہنچتے ہیں۔ تو وہ کئی قسم کے عذر اور حیلے بہانے کرنے لگ جاتے ہیں جس کا مطلب یہ ہے۔ کہ یہاں کے لوگ بھی حقیقی طور پر خدمت دین کا بوجھ اُٹھانے کے لئے تیار نہیں۔ یہ تو نہیں۔ کہ سب ایسے ہوں۔ سینکڑوں ایسے ہیں۔ جو عام چندوں کی ادائیگی کے باوجود ہر طرح

دینی خدمات میں حصّہ

لیتے ہیں۔ اور در حقیقت وہی لوگ سلسلہ کے عمود اور ستون ہیں۔ اور انہی کو سلسلہ کا سچا خادم کہا جا سکتا ہے۔ مگر جو ایسے نہیں۔ ان کے متعلق مجھے یہ کہنے کی ضرورت پیش آئی ہے کہ وہ قادیان میں رہ کر دوسروں کے لئے زیادہ

اعلیٰ نمونہ

بننے کی کوشش کریں۔ جن دینی قربانیوں کا ہم سے مطالبہ کیا جاتا ہے وہ پہلے لوگوں کی قربانیوں سے بہت کم ہیں۔ پھر میں نہیں سمجھ سکتا کہ وہ جماعت جسے آخری جماعت قرار دیا گیا ہو جس نے ایک نبی کے ہاتھ پر بیعت کی ہو۔ اس کے افراد اور خصوصیت سے وہ لوگ جو مرکز میں رہتے ہوں

مالی قربانیوں میں سُستی

دکھائیں۔ مرکز میں رہنے کا میں نے اس لئے ذکر کیا ہے۔ کہ یہاں رہنے سے انسان پر نسبتاً زیادہ ذمہ واری عائد ہوتی ہے۔ ورنہ ہر شخص جو اس جماعت میں داخل ہے۔ خواہ وہ مرکز میں رہتا ہو۔ یا باہر کوئی وجہ نہیں۔ کہ وہ سُستی دکھائے۔ پس ایک دفعہ میں پھر جماعت کو بیدار کر دیتا ہوں۔ اور گو میرا یہ بیدار کرنا چنداں مفید نہیں۔ کیونکہ اس طرح ثواب بیدار کرنے والے کو ہی ملتا ہے۔ مگر اس لحاظ سے کہ شائد یہ

آخری انتباہ

مؤثر ہو۔ میں اعلان کرتا ہوں۔ کہ ناظر بیت المال نے چندوں کی ادائیگی کے لئے ایک میعاد مقرر کر دی ہے۔ اور گو میں نے انہیں کہا تھا۔ کہ تین ماہ کے ختم ہونے پر

میرے پاس رپورٹ کریں

کہ کن کن جماعتوں نے چندہ نہیں دیا۔ مگر اس وقت انہوں نے کہدیا کہ رپورٹ تیار تھی۔ صرف پیش نہیں ہو سکی۔ اور اب چھٹے مہینے کے خاتمہ پر بھی انہوں نے یہی کہا ہے۔ کہ رپورٹ تو تیار ہے۔ مگر پیش نہیں ہو سکی۔ لیکن میں سمجھتا ہوں۔ یہ محض ان کا وہم ہے۔ میرے نزدیک رپورٹ مکمل طور پر نہ پہلے تیار تھی۔ اور نہ اب تیار ہے۔ لیکن بہر حال انہوں نے

چندہ کی ادائیگی

کے لئے ایک میعاد مقرر کر دی ہے۔ اس میعاد میں بھی جو لوگ یا جماعتیں چندہ نہیں دینگی میعاد کے خاتمہ پر ان جماعتوں کے نام میرے سامنے پیش کئے جائینگے۔ اور میں اعلان کرتا ہوں۔ کہ جو جماعتیں نادہند ثابت ہونگی۔ مالی سکرٹریوں کو فوراً

تین ماہ تک کے لئے معطل

کردیا جائیگا۔ اس تین ماہ کے عرصہ میں لوگوں سے چندہ وصول کرنا۔ نئے سکرٹریوں کا کام ہوگا۔ لیکن گذشتہ بقایا کو وصول کرنا ان معطل شدہ سکرٹریوں کے ذمہ ہوگا۔ اگر وہ تین ماہ میں اس کام کو مرکز کی تسلی کے مطابق کردینگے۔ تو انہیں اپنے عہدہ پر بحال کردیا جائیگا۔ ورنہ ایک سال تک انہیں اس عہدہ سے معطل رکھا جائیگا۔ اور اس ایک سال کے عرصہ میں کسی جماعت میں انہیں کوئی عہدہ نہ دیا جائیگا *

میں سمجھتا ہوں

کئی منافق

قادیان کے بھی اور باہر کے بھی ایسے ہونگے۔ جو کہدینگے۔ چلو چھٹی ہوئی۔ ہم کام کرنے سے بچ گئے۔ لیکن میرے مخاطب وہ نہیں۔ بلکہ ایسے لوگ ہیں۔ جو اپنے پہلو میں

سلسلہ کا درد

رکھتے ہیں۔ اور منافقوں کے متعلق تو میں خود چاہتا ہوں۔ کہ انہیں جسقدر جلد ممکن ہو جماعت سے الگ کردیا جائے۔ میری زبردست خواہش ہے۔ کہ مجھے کوئی بہانہ مل جائے۔ جس سے میں انہیں الگ کرنے میں کامیاب ہوں۔ اور میں ہمیشہ بہانہ ڈھونڈتا رہا ہوں۔ کہ مجھے ان پر شرعی طور پر گرفت کرنے کا کوئی موقع مل جائے۔ اور میں انہیں جماعت سے خارج کردوں۔ میرا پہلے یہ رویہ تھا کہ ایسے لوگوں کو

اصلاح کا موقع

دیتا۔ اور جب بھی مجھے کوئی ذرا بہانہ مل جاتا۔ انہیں معاف کردیتا۔ مگر ایک سال سے بلکہ اسی سال کے شروع سے میں سمجھ رہا ہوں۔ کہ ایسے لوگ جماعت پر بار اور اس کی کمزوری کا موجب ہو رہے ہیں۔ اور ایسے لوگوں کو جماعت سے نکال دینا۔ ان کی موجودگی سے زیادہ بہتر ہے پس اس قسم کے منافق آدمی اگر ایسے خیالات کا اظہار کرینگے۔ تو ان کے اس قسم کے اقوال میری مدد کرنے اور میرا ہاتھ بٹانے والے ہونگے اور میں جو انہیں جماعت سے نکالنے کا موقع تلاش کرتا رہتا ہوں میرے لئے اپنے ارادہ کو عملی جامہ پہنانے میں کامیابی ہوگی۔ لیکن میں انہیں نکالوں یا نہ۔ اللہ تعالیٰ کے حضور وہ جماعت سے خارج ہی ہونگے ایسے لوگ دراصل

سب سے زیادہ بدقسمت

ہوتے ہیں۔ اور ایسے ہی لوگوں پر یہ شعر بالکل چسپاں ہوتا ہے کہ ؎

نہ خدا ہی ملا نہ وصالِ صنم * نہ اِدھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے

وہ دنیا سے قطعِ تعلق کرکے ایک ایسی جماعت میں شامل ہوتے ہیں۔ جو لوگوں میں بدنام ہے۔ اور پھر یہاں آکر بھی وہ اپنی منافقت کی وجہ سے خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے سے محروم رہتے ہیں۔ اس طرح وہ نہ دنیا کے رہتے ہیں۔ نہ دین کے۔ پس سب سے بدتر حالت منافقین کی ہوتی ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے منافقین کے متعلق فرمایا ہے۔ کہ فی الدرک الاسفل من النار وہ

دوزخ کے نچلے حصہ میں

ہونگے۔ بظاہر کافر سب سے زیادہ نقصان رساں نظر آتا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ منافق اس سے بھی زیادہ ایذا رساں ہوتا ہے۔ اسی لئے اسے سزا بھی زیادہ دی گئی ہے۔ کافر باہر سے حملہ کرتا ہے۔ مگر منافق اندر رہکر اور جماعت میں شامل ہوکر نقصان پہنچانے کے درپے ہوتا ہے۔ اور باہر اگر پاخانہ کے ڈھیر پڑے ہوئے ہوں تو وہ اتنی تکلیف نہیں دیتے۔ جتنی ایک پیپ سے بھری ہوئی چھوٹی سی پھنسی انسان کو تکلیف دیتی ہے۔ باقی

منافقین کے خیالات

کی نہ میں پرواہ کرتا ہوں۔ اور نہ سلسلہ کی ترقی میں وہ کوئی خاص روک بن سکتے ہیں۔ کیونکہ منافق علیحدہ ہوکر اتنا نقصان نہیں پہنچا سکتا جتنا اندر رہکر نقصان پہنچایا کرتا ہے۔ ایسا منافق جو بات بات پر نکتہ چینی کرنے والا اور قربانی و ایثار کی خواہش اپنے اندر رکھنے والا نہ ہو وہ خدا کی

درگاہ سے راندہ ہُوا

ہوتا ہے۔ اور راندہ ہُوا اتنا نقصان نہیں پہنچاتا۔ جتنا نقصان وہ منافق پہنچاتا ہے۔ جو ایمان تو لے آتا ہے۔ مگر پھر گرتا چلا جاتا ہے پس منافق ایک

نہایت ہی بدبودار چیز

. . . . ہے۔ اتنی بدبودار کہ اللہ تعالیٰ دوزخیوں کو بھی اسکی تکلیف سے بچانے کیلئے اُسے سب سے نچلے طبقہ میں رکھا ہے۔ لیکن

مومنوں کی ترقی میں

وہ روک نہیں ہوسکتے۔ ترقی میں روک عملی منافق ہوتا ہے جس کے دل میں تو ایمان ہوتا ہے۔ اور کہتا ہے۔ کہ میں ان کے ساتھ چلوں۔ اور دوڑوں۔ مگر گر پڑتا۔ اور روک بن جاتا ہے۔ جیسے بچے جب والدین کے ساتھ چلتے ہیں۔ تو گر پڑتے ہیں۔ اور انہیں اُٹھانا پڑتا ہے۔ پس ایسے لوگوں کے لئے جن کے دلوں میں تو ایمان ہے مگر دوڑ میں وہ ساتھ نہیں رہ سکتے۔ یہ سزا جو میں نے تجویز کی

بہت بڑی سزا

ہے۔ اور جب انہیں معلوم ہوگا۔ کہ انہیں سلسلہ کی خدمت سے محروم کردیا گیا ہے۔ تو وہ اپنی اصلاح کی طرف متوجہ ہوں گے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے

ایک دفعہ

بعض لوگوں کو یہ سزا دی۔ کہ ان سے کلام نہ کیا جائے۔ جنہیں یہ سزا دی گئی اُن میں سے ایک کا یہ حال تھا۔ کہ اس دوران میں ایک بادشاہ نے اسے لکھا کہ۔ میں نے سُنا ہے۔ تمہارے آقا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے تمہارے ساتھ بدسلوکی کی ہے۔ تم ہمارے پاس چلے آؤ۔ وہ کہتے ہیں ان دنوں میں اتنا دِق تھا۔ اتنا دِق کہ میں سمجھتا تھا۔ دنیا میں میرا کہیں ٹھکانہ نہیں۔ اسی دوران میں ایک دن میں اپنے چچازاد بھائی کے پاس گیا۔ وہ اسوقت باغ میں تھا۔ میرے اس سے بہت گہرے تعلقات تھے۔ میں نے اس سے کہا۔ باقی لوگ تو شاید میرا حال نہیں جانتے۔ مگر اے بھائی تُو تو جانتا ہے۔ کہ میں منافق نہیں ہوں۔ اور مجھ سے جو غلطی ہوئی یہ صرف ایک غفلت تھی۔ وہ کہتے ہیں میرا خیال تھا۔ میرا بھائی مجھ سے اتفاق کریگا۔ لیکن اُس نے میری طرف مُنہ بھی نہ کیا۔ اور آسمان کی طرف مُنہ کرکے کہنے لگا۔ خدا اور اس کا رسول بہتر جانتا ہے۔ کہتے ہیں۔ اس جواب سے مجھے اتنی تکلیف ہوئی۔ کہ میں نے یقین کرلیا۔ میرے لئے دنیا میں اب

کہیں سُکھ اور آرام کی جگہ نہیں

ایسی حالت میں میں آرہا تھا۔ کہ خط ملا۔ ایسے نازک موقع پر کمزور تو الگ رہا۔ اچھا سمجھدار آدمی بھی بعض اوقات پھسل جاتا ہے۔ لیکن انہوں نے اس امر کی پرواہ نہ کی۔ اور دل میں کہا۔ یہ شیطان کی آخری آزمائش ہے انہوں نے خط سفیر سے لے لیا۔ اور ایک بھٹی جل رہی تھی اس میں ڈالکر کہا یہ اس

خط کا جواب

ہے۔ ان لوگوں کے لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کلام کرنا کتنی قیمتی چیز تھی۔ اس کا بھی وہ آپ ہی ذکر کرتے ہیں۔ کہتے ہیں۔ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مجلس میں جاتا۔ اور آپ کو السلام علیکم کہتا پھر آپ کے لبوں کو دیکھتا۔ آیا وہ جواب دینے کیلئے ہلتے ہیں یا نہیں۔ اور جب ہلتے نظر نہ آتے۔ تو میں پھر باہر چلا جاتا۔ اور خیال کرتا۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شاید میری آواز نہیں سُنی۔ باہر سے پھر مجلس میں آکر السلام علیکم کہتا۔ اور پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہونٹوں کو دیکھتا۔ کہ وہ جواب کے لئے حرکت میں آئے ہیں یا نہیں۔ اور جب میں انہیں ہلتے نہ دیکھتا تو پھر خیال کرتا کہ شاید رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میری آواز نہیں سُنی۔ اور پھر مجلس سے باہر چلا جاتا۔ اور پھر آکر سلام کہتا۔ گویا بالکل

دیوانگی کی حالت تھی *

غرض جو لوگ عملی منافق نہیں۔ یعنی ان کے دل میں تو ایمان ہے لیکن اپنی سُستیوں اور غفلتوں کی وجہ سے ان کے

قلب پر زنگ

لگنا شروع ہوگیا ہے۔ اُن کے لئے تو یہ سزا بیداری کا موجب ہوگی۔ اور جو حقیقی منافق ہیں۔ ان کا اس ذریعہ سے علم ہو جائیگا۔ پھر اگر ایسے لوگ جماعت سے الگ بھی ہو جائیں تو خواہ دس ہزار کیوں نہ ہوں۔ ان کی علیحدگی کی وجہ سے جماعت میں اتنی کمی بھی نہیں آسکتی جتنی مچھر کے ایک پر کے ٹوٹنے سے دنیا میں آتی ہے۔ اور ایسے آدمی جب نکلتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے۔ کہ وہ ان کے بدلے اور لوگ سلسلہ میں داخل کرتا ہے۔ جو مخلص ہوتے ہیں *

پس میں قادیان کی جماعت کو خصوصاً اور باہر کی جماعتوں کو عموماً

تنبیہ

کرتا ہوں۔ کہ اس عادت کو چھوڑ دیں کہ چند دن کام کیا۔ اور پھر سُست ہوکر بیٹھ گئے۔ ابھی تم نے فتوحات ہی کونسی حاصل کی ہیں کہ تم آرام سے بیٹھ جانے کی فکر میں ہو۔ تمہارے بیٹھ جانے پر وہی مثال صادق آتی ہے۔ کہ کسی گیدڑی کا بچہ پیدا ہُوا۔ تو اس دن بارش کی چند بوندیں گریں۔

وہ اپنی ماں سے کہنے لگا۔ ماں ماں میں جب سے دنیا میں آیا ہوں۔ اتنی نور کی بارش کبھی نہیں ہوئی۔ وہ کہنے لگی۔ بچے تجھے دنیا میں آئے ابھی کتنی دیر ہوئی ہے۔ ہماری جماعت کو قائم ہوئے ابھی

قلیل عرصہ

ہُوا ہے۔ پھر قلیل فتوحات ہیں۔ دنیا کی فتوحات کا تو کیا ذکر ابھی اپنے نفوس پر فتوحات حاصل کرنا باقی ہے۔ اور ایسا رنگ اپنے اندر پیدا کرنا ہے۔ کہ دشمن بھی کہہ اُٹھے۔ کہ فلاں شخص احمدی معلوم ہوتا ہے۔ ان حالات میں ہمارے لئے یہ کب جائز ہے۔ کہ ہم آرام سے بیٹھ رہیں۔ جب آرام کرنے کا وقت آئیگا۔ تو دیکھا جائیگا۔ اور دیکھا کیا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ کی سُنّت ہے

کہ جب کوئی قوم آرام کرنے کے لئے بیٹھتی ہے۔ تو پھر بیٹھ ہی جاتی ہے۔ حضرت موسیٰؑ کی قوم کو کس نے بٹھایا۔ جب انہیں ترقی مل گئی۔ تو انہوں نے کہا۔ آؤ۔ اب ہم آرام کریں۔ خدا تعالیٰ نے کہا ہم تو کام کرنیوالے ہیں۔ تم آرام کرنا چاہتے ہو۔ تو آرام کرو۔ ہم کسی اور قوم کو کھڑا کر دیتے ہیں۔ تب اُس نے مسیحؑ کی قوم کو چُنا۔ اور مسیحؑ کی قوم نے کام کیا۔ کام کیا اور کام کیا۔ یہاں تک کہ جب اسے بھی ترقیات مل گئیں۔ تو اس نے بھی کہا آؤ ہم آرام کریں۔ خدا تعالیٰ نے اسے بھی چھوڑ دیا۔ اور اُس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ مسلمانوں کو اپنے

دین کی خدمت

کیلئے چُنا۔ جب مسلمان ترقی کر گئے۔ تو انہوں نے بھی کہا۔ آؤ ہم آرام کریں خدا تعالیٰ کی سُنّت کے ماتحت مسلمانوں کی ترقیات بھی معدوم ہو گئیں۔ اور اُس نے عیسائیوں کے ذریعہ مسلمانوں کو خوب رگیدا اور پیسا۔ مگر چونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے وعدہ تھا۔ کہ مسلمانوں کو دوبارہ زندگی عطا کیجائیگی۔ اس لیئے اُس نے آپؐ کے خلفاء میں سے ایک شخص کو کھڑا کر کے اُس کی جماعت کے ذریعہ دین کا کام کرانا شروع کر دیا۔ پس آرام کا کوئی دن نہیں آئیگا۔ اور اگر ہماری جماعت نے بھی آرام کرنا چاہا۔ تو جس دن ہماری جماعت بیٹھ جائیگی۔ خدا ہماری جماعت کو چھوڑ کر کسی اور کو منتخب کرلیگا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کہتا ہے۔ ہم کبھی آرام نہیں کرتے۔ ما مسنا من لغوب۔ ہم تو تھکتے نہیں۔ جو تھک جاتے ہیں۔ ہم انہیں چھوڑ دیتے ہیں۔ پس وہی قوم

حقیقی طور پر دنیا میں کامیابی

حاصل کر سکتی ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کی صفت ما مسنا من لغوب کا مظہر بنتی۔ اور اَن تھک کوششیں جاری رکھتی ہے۔ پس بیدار بنو۔ اور اپنی سُستی اور غفلت کی عادتوں کو چھوڑ دو۔ کہ دین کے معاملہ میں سُستی اور غفلت کبھی اچھا نتیجہ پیدا نہیں کرتی ؛

خطبہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز ختم ہُوا

احباب سے ناظر بیت المال کی درخواست

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے اپنے اس خطبہ میں صاف الفاظ میں اپنی جماعت کو جتلا دیا ہے۔ کہ اب نظام جماعت میں صرف وہی لوگ رکھے جائیں گے۔ جو جماعت کے مالی فرائض کو کما حقّہ ادا کرتے ہونگے۔ پس ضروری ہے کہ لازمی طور پر ہر جماعت کے عہدہ دار اس خطبہ کو ایک ایک فرد تک پورے طور سے پہنچائیں۔ اور اس کو پڑھوا کر یا سُنا کر اس کا مطلب اور مقصد اچھی طرح سب مرد و زن کے ذہن نشین کرا دیں۔ اور اس کے مطابق عمل کرائیں۔ کیونکہ اسی خطبہ میں حضرت صاحب نے جماعت کے اس فرض کی ادائیگی کا سب سے زیادہ ذمہ وار عہدہ داران مال کو قرار دیا ہے کہ اگر وہ جماعت سے باقاعدہ چندہ ادا نہ کرا سکیں تو انہیں فارغ کرا دیا جائے۔ بلکہ یہ بھی فرمایا ہے۔ کہ جب ایک دفعہ انہوں نے اس فرض کو قبول کر کے پورا نہ کیا تو پھر تین ماہ کی مہلت دیکر اُن سے اس فرض کو پورا کرایا جائے گا۔ کہ اس عرصہ میں وہ اپنے زمانہ کا بقایا ادا کرائیں۔ اور اگر اس مہلت میں بھی اُنہوں نے اپنا فرض پورا نہ کیا تو وہ اس منصب سے علیحدہ کر دیئے جائینگے۔ اور ایک سال تک انہیں کوئی اور عہدہ جماعت کا نہیں دیا جائے گا۔ اس لئے جو مالی عہدہ دار ہیں وہ بالخصوص اس خطبہ کو غور سے پڑھیں اور سب دوستوں کو سنائیں اور اُن سے عمل کرائیں۔ خواہ دوسرے دوستوں کو اپنے ساتھ ملا کر اور وفد بنا کر لوگوں کے پاس جانا پڑے۔ اور دوسرے احباب کے لئے بھی لازمی ہے کہ وہ اپنے اس مالی فرض کو جس طرح بنے ضرور ادا کر دیں چندہ کی رقم شرح کے مطابق ادا کرنے میں کوئی بڑی قربانی نہیں کرنی پڑتی ہے۔ بلکہ سولھواں یا دسواں حصّہ آمدنی کا اسوقت دینا کوئی بڑی قربانی نہیں ہے۔ بیعت میں تو سب ہی قربانی داخل ہوتی ہے اُس میں سے سولھواں یا دسواں حصّہ دینے میں بھی کوتاہی ہو۔ تو کیسے سمجھا جائے۔ کہ بیعت سچّے دل سے کی ہے اور اُس پر جان و مال سے انسان قائم ہے۔ اس طرح عہدہ دار تو اپنے عہدہ سے محروم ہوتے ہیں۔ لیکن ایک احمدی اپنی بیعت میں بھی سچّا نہیں رہتا۔ پس جہاں اپنے اور اخراجات انسان چلاتا ہے۔ چندہ بھی ادا کر دینا چاہیئے۔ خواہ تکلیف برداشت کرنا پڑے ؛

اللہ تعالیٰ سب احمدی احباب کو اپنے اس اہم فرض کو پورا کرنےکی توفیق عطا فرمائے۔ اور عہدہ داران مال کو خواہ مرکزی دفتر بیت المال کے ہوں اور خواہ وہ جماعت ہائے احمدیہ بیرونی کے ہوں اپنے فرائض کے پورا کرنے میں کامیابی بخشے کہ صرف اور صرف اُسی کے فضل سے سب کام ہو سکتے ہیں ؛

واللہ المستعان و باللہ التوفیق

نیازمند

عبد المغنی

ناظر بیت المال۔ قادیان دارالامان

مورخہ ۱۳ر نومبر ۱۹۳۳ء

مسلمانانِ کشمیر میں فتنہ و فساد کی اصل وجہ

ریاست کا افسوسناک رویہ

نہایت ہی افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے۔ کہ مسلمانان کشمیر میں فتنہ و فساد روز بروز بڑھتا جا رہا ہے۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ فتنہ پرداز گروہ ان لوگوں کے اشاروں پر چل رہا ہے۔ جو مسلمانوں کو آپس میں لڑا کر تباہ و برباد کرنا چاہتے ہیں۔ اور جنہیں یہ گوارا نہیں۔ کہ مسلمان ان مظالم سے مخلصی حاصل کر سکیں جن میں وہ جکڑے ہوئے ہیں۔ یہ بات اب تو بالکل واضح ہو چکی ہے۔ لیکن اس کے متعلق ابتدا میں ہی آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے سیاسی نمائندہ جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب نے مسٹر کالون وزیر اعظم کشمیر پر واضح کر دیا گیا تھا۔ کہ مسلمانوں میں فتنہ و فساد کا موجب دراصل وہ لوگ ہیں۔ جو انہیں ان کے حقوق سے محروم رکھنا چاہتے ہیں۔ جب تک ریاست ان کا انتظام نہ کرے گی۔ اور جن لوگوں کو انہوں نے آلہ کار بنایا ہوا ہے۔ انہیں امن پسندی کا سبق نہ پڑھائے گی۔ اس وقت تک مسلمانوں میں امن قائم ہونا ناممکن ہے۔ مگر افسوس کہ اس کی طرف توجہ نہ کی گئی۔ بلکہ کئی صورتوں میں فتنہ پرداز گروہ کی حوصلہ افزائی کی گئی۔ اور عام مسلمانوں کے مقابلہ میں اسے خاص امتیاز دیا گیا حتیٰ کہ اب جہاں فتنہ پردازوں کی شرارتیں حد سے بڑھ گئی ہیں۔ وہاں یہ بات بھی کھلم کھلا کہی جا رہی ہے۔ کہ یہ جو کچھ ہو رہا ہے بعض ریاستی حکام کے منشا اور امداد سے ہو رہا ہے۔ اور ریاست دیدہ دانستہ اغماض سے کام لے رہی ہے۔ چنانچہ سری نگر کے اخبار صداقت (۱۰ نومبر) نے حال کے فساد کی تفصیلات شائع کرتے ہوئے جو مضمون لکھا ہے۔ اس کے حسب ذیل اقتباسات سے ظاہر ہے۔ اخبار مذکور لکھتا ہے۔

آخر وہی ظہور میں آیا۔ جس کا خطرہ تھا۔ ہم بار بار بتا چکے۔ اور گورنمنٹ کو متوجہ کیا گیا کہ یوسف شاہی تحریک نہ تو کوئی مذہبی تحریک ہے۔ نہ سیاسی بلکہ ایک عمیق سازش کی بنا پر یہ ایک غنڈہ ازم کی تحریک ہے۔ جس میں بعض سرکاری عہدہ دار بھی شامل ہیں۔ اور اس تحریک کا مقصد وحید خرمن امن کو برباد کرنا اور مسلمانوں کو تباہ کرنا ہے۔ نہ اور کچھ ہذا عوام کو مشتعل کرنے کے لئے صرف ایک بہانہ مرزائیت کا سامنے رکھ کر پروپیگنڈا جاری ہے۔ گذشتہ جلوس کے موقعہ پر ہم نے گورنمنٹ کو اس آنے والے خطرہ سے آگاہ کیا تھا کہ گورنمنٹ اگر فساد کا انسداد نہ کرے۔ تو گورنمنٹ نتائج کی ذمہ دار ہوگی لیکن گورنمنٹ نے ذرا بھی توجہ نہ کی۔ جس سے معلوم ہوا۔ کہ دال میں کچھ کالا ضرور ہے۔ رفتہ رفتہ گورنمنٹ کی غفلت اور یوسف شاہی غنڈوں کی دلیری کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ بروز جمعہ جبکہ کانفرنس کا عظیم الشان جلسہ پتھر مسجد میں منعقد ہوا اور مسلم کانفرنس کے رضاکار پرامن طریق پر چل رہے تھے۔ تو یوسف شاہی غنڈوں نے مسلح ہو کر ان پر اس بہانہ سے حملہ کرنا شروع کر دیا۔ اور مار پیٹ کی کہ شہر کا خرمن امن برباد ہو گیا۔ لوگ لوٹے گئے پیٹے گئے اور زخمی ہو گئے۔ یہاں تک کہ قریباً ایک ہزار غنڈوں کا مجمع جناب مولانا مولوی محمد عبد اللہ صاحب وکیل کے مکان پر حملہ آور ہو گیا۔ اور پتھراؤ کیا مولانا صاحب نے دروازے بند کئے۔ اور خود بال بچے لے کر باغ میں پناہ گزیں ہو گئے۔ وہ اشخاص جو کہ حملہ آوروں میں موجود تھے۔ ان میں سے بعض کے نام پولیس کو بتائے گئے۔

یہ تمام غنڈے یوسف شاہ کی تحریک پر تیار ہو کر اتنی دور سے حملہ کرنے کے لئے آئے ہوئے تھے۔ چنانچہ ان کی حوصلہ افزائی کے لئے زینہ کدل کے بعض یوسفی دوکانداروں نے ان کو اس وحشیانہ رویہ کی ترغیب بھی دی تھی۔ اور ان غنڈوں نے اس قدر جرأت کے ساتھ دھاوا کیا۔ کہ پانچ رضاکاران مسلم کانفرنس کو خطرناک طور پر زخمی کیا گیا۔ باوجود اس قدر لوٹ مار اور افراتفری کے وقت پر نہ کہیں پولیس کا نام و نشان تھا اور نہ کوئی توجہ تھی۔ حیرانی کا مقام ہے کہ مار پیٹ ہو رہی ہے اور لوٹ مار جاری ہے۔ اور ڈی۔ اے۔ جی کی خدمت میں فون پر فون دیا جاتا ہے۔ مگر جواب ندارد۔ بہر حال لوٹ مار ختم ہونے کے بعد جب سرکاری افسران نمودار ہو گئے۔ تو محمد شاہ برادر یوسف شاہ اور غلام محمد ڈکٹیٹر نواب بازار بھی ہمرکاب ہیں۔ تاکہ غریب مسلمانوں پر مزید رعب قائم ہو۔ اور وہ سمجھ لیں۔ کہ پولیس اور حکومت یوسف شاہ کے قبضہ میں ہے جو کہ بجائے خود ایک حقیقت نفس الامری ہے۔ چنانچہ بعد شام جب کہ سٹی مجسٹریٹ صاحب تھانہ تاشہ وان میں تھے۔ محمد شاہ اور غلام محمد بدستور پولیس کے ساتھ سازش میں مصروف تھے۔ جب کہ مولوی محمد عبد اللہ صاحب وکیل نے افسران کے پاس داد بلا کیا۔ کہ محمد شاہ اور غلام محمد کا ہمراہ ہونا اس بات کا ثبوت ہے کہ اس لوٹ مار میں اور امن کو برباد کرنے میں سرکاری ملازمان کی سازش ہے۔ چنانچہ صبح کے وقت ہی محمد شاہ اور غلام محمد کا سازش میں شامل ہونا اس طرح ثابت ہوا۔ کہ سب سے پہلے پولیس نے یوسف شاہی غنڈوں کی فرضی شکایت کی تفتیش شروع کی۔ تاکہ اصل واقعات کو پوشیدہ کیا جائے۔ حالانکہ سب سے پہلے رات کے وقت ہی مولوی محمد عبد اللہ صاحب وکیل نے تحریری رپورٹ مع نام ملزمان محمد اقبال ڈپٹی انسپکٹر کے حوالہ کی تھی۔ اور واقعات زبانی جناب سٹی مجسٹریٹ صاحب اور اسسٹنٹ انسپکٹر صاحب پولیس کو بھی بتائے تھے۔ لیکن کون سنتا ہے جب کبھی شہر کے خرمن امن کو برباد کیا جاتا ہے۔ تو یوسف شاہی غنڈوں کو بچانے کے لئے ابتدا ہی سے کوشش ہوتی ہے اور غریب مسلمانوں کو مرعوب کرنے کے لئے فرضی مقدمات بنائے جاتے ہیں۔ جب جامع مسجد کا محشرستان قائم ہوا تھا۔ اور گورنمنٹ نے ناقابل تردید بیانات افسران سرکاری سے تسلیم کیا تھا۔ کہ حبیب اللہ برادر یوسف شاہ غنڈے لے کر نمازیوں پر حملہ آور ہوا تھا۔ تو کسی نے حبیب اللہ سے یا غنڈوں سے کوئی باز پرس نہ کی اور پھر مقدمات کو بگاڑ کر قاتل بھی رہا ہو گئے تھے۔ بلکہ بلا وجہ ان لوگوں کو جن کو مذہبی تنازعہ سے کوئی تعلق نہیں لوٹا جاتا ہے اور پیٹا جاتا ہے اور شہر کی فضا کو برباد کیا جاتا ہے۔ اور گورنمنٹ کی طرف سے اغماض ہو رہا ہے۔ اور پھر گورنمنٹ کے حکام اس قدر غفلت اور لاپرواہی سے کام لیتے ہیں۔ کہ گویا تمام حکومت یوسف شاہ اور اس کے غنڈوں کے قبضہ میں ہے۔ اب صرف ایک ہی سوال قابل غور ہے کہ یہ کیا معاملہ ہے کہ یوسف شاہ نے غنڈہ ازم پھیلا کر خرمن امن میں آگ لگا دی ہے اور یوسف شاہ کے غنڈے کھلے بندوں لوٹ مار کا بازار گرم کر رہے ہیں اور افسران حکومت خاموش ہیں اور بچہ بچہ محسوس کر رہا ہے کہ گورنمنٹ یوسف شاہ کے غنڈہ ازم سے مرعوب ہو رہی ہے مسٹر کالون صاحب پرائم منسٹر اور مسٹر پیل صاحب باوجود انگریز افسر ہونے کے امن قائم کرنے میں مقصر نظر آتے ہیں۔ اور کشمیر میں جس انگریزی انصاف کی امید تھی اس کا نام و نشان نہیں۔ اس سوال کا جواب نہایت صاف ہے اور خدا کے فضل سے سارا راز کھل گیا ہے۔ اگرچہ ہم بھی کسی قدر اس راز کو پوشیدہ رکھنا چاہتے تھے۔ لیکن موجودہ حالات نے مجبور کر دیا کہ آج ہی پبلک اور حکومت کو اس راز کا پتہ دیدیں۔ تاکہ مزید حالات خراب نہ ہوں۔ وہ راز یہ ہے کہ مسٹر آزاد قریشی جس کو وزیر صیغہ سرکاری طور پر میونسپل کمیٹی کا ممبر مقرر فرمایا ہے اس کا ایک دستخطی خط مسلم کانفرنس کے قبضہ میں آگیا ہے جس میں وہ بقلم خود ایک اعلیٰ افسر کو تحریر کرتا ہے کہ میں نے سب ہدایت کا انتظام کیا ہے کہ لوگوں میں : . . .

پنجاب میں امراض مواشی کی روک تھام

پنجاب اس وقت امراض مواشی کی گرفت میں ہے۔ دنیا کے بہت سے مہلک ترین اور متعدی امراض اس کے طول و عرض میں تباہی پھیلاتے رہتے ہیں۔ اور اکثر اوقات ایک ہی جگہ اکٹھی دو دو بیماریاں اپنا قدم جما لیتی ہیں۔ لوگوں کو جو نقصان برداشت کرنا پڑتا ہے۔ وہ بیان سے باہر ہے۔ بیچارے ہل چلانے کا تہیہ کرتے ہیں تو بیل ہلاک ہو جاتے ہیں۔ اور دودھ کی ضرورت پڑتی ہے۔ تو گائے چل دیتی ہے۔ کسی نہ کسی ضلع میں اور بعض اوقات بیک وقت کئی ضلعوں میں کوئی نہ کوئی شدید بیماری اپنا سکہ جمائے رہتی ہے۔ حال میں شیخوپورہ اور گوجرانوالہ میں ایک ہی وقت میں دو نہایت مہلک بیماریاں پھیلی ہوئی تھیں جن کی بدولت بہت سے مواضعات اپنے مواشی کی نصف تعداد سے محروم ہو گئے۔

دیہاتیوں کو اس کا ذرا بھی احساس نہیں ہے اور وہ نہایت اطمینان کے ساتھ کہہ دیتے ہیں کہ خدا کی مرضی ایسی ہی ہے۔ وہ کبھی اس بات پر غور نہیں کرتے۔ کہ امراض مواشی کی روک تھام کے لئے کیا کچھ کیا جا سکتا ہے۔ اگر کچھ کرتے ہیں تو یہ کہ جو راستے گاؤں کو آتے جاتے ہیں۔ ان پر تعویذ لٹکا دیتے ہیں اور سمجھ لیتے ہیں۔ کہ بیماری تعویذ سے آگے نہیں بڑھے گی۔ ان کو معلوم ہے کہ محکمہ وٹرنری مواشی کے ٹیکہ کے لئے چیپ مہیا کرتا ہے۔ جس پر انہیں پورا اعتماد ہے۔ لیکن یہ معلوم نہیں کہ امراض مواشی کے انسداد کے لئے ٹیکہ ایک نہایت گراں طریقہ ہے۔ بالخصوص اس وجہ سے کہ لوگ امراض سے بچنے کے لئے کوئی اور احتیاط نہیں برتتے۔ کیا تم کسی اور ملک کا نام لے سکتے ہو۔ جس میں لوگ بیمار جانوروں کو گاؤں گاؤں لئے پھریں اور اس طرح بیماری پھیلاتے رہیں اور پھر یہ بھی امید رکھیں۔ کہ محکمہ وٹرنری بغیر ایک پیسہ وصول کئے چیپ کی بوتلیں ان کے پیچھے لئے لئے پھریگا!

جب پنجاب میں پلیگ کا دور دورہ تھا۔ تو بہت سے مواضعات کے لوگ وبازدہ دیہات کے باشندوں کو اپنے ہاں نہیں گھسنے دیتے تھے۔ اور جب تک ان کو اس بات کا اطمینان نہیں ہو جاتا تھا۔ کہ وہ بیماری کے اثر سے بالکل پاک ہیں۔ اس وقت تک وہ ان کے گاؤں سے باہر رکھے جانے پر اصرار کرتے تھے۔ لیکن مواشی کے بارے میں وہ مطلقاً کوئی احتیاط نہیں برتتے۔ گاؤں کے مواشی بیمار ہوں یا تندرست سب ایک ہی جگہ چرتے ہیں۔ بیماری کے ایام میں کوئی شخص اپنے بیمار جانوروں کو علیحدہ رکھنے کی کوشش نہیں کرتا۔ کوئی شخص باہر سے آئے ہوئے مواشی کو الگ نہیں رکھتا۔ تاوقتیکہ اسے یقین نہ ہو جائے کہ وہ کوئی بیماری اپنے ہمراہ لائے ہیں۔ اور میلوں پر جو مواشی خرید لئے جاتے ہیں ان کو بھی کبھی الگ نہیں رکھا جاتا۔ تاہم اگر وہ اپنے مواشی کے متعلق یہ عام احتیاطیں برتیں۔ کہ غیر معلوم یا مشتبہ دیہات کے مواشی اپنے گاؤں اور چراگاہوں میں نہ آنے دیں۔ نئے خرید کردہ جانوروں کو چند روز کے لئے الگ باندھے رکھیں۔ اور مواشی کی نقل و حرکت کی نگرانی کے بارہ میں ذرا عقلمندی سے کام لیں۔ تو امراض مواشی کی بدولت جو نقصان ہوتا ہے وہ آدھا رہ جائے۔ اور چند برسوں کے اندر اندر بالکل بے حقیقت رہ جائے۔ جانوروں کو علیحدہ رکھنے پر روپیہ تو کچھ بھی صرف نہیں ہوتا۔ البتہ اس میں تھوڑی سی عقل۔ سوچ بچار اور سعی ضرور صرف ہوتی ہے۔

زمیندار ہمیشہ افلاس کا شاکی رہتا ہے لیکن وہ اپنے مواشی کو بیماریوں سے بچانے کے لئے کیوں دماغ اور ہاتھوں سے کام نہیں لیتا۔ اور اس طرح کیوں اپنے افلاس میں اضافہ کرتا رہتا ہے۔

انگلستان میں جب مواشی کے امراض شدت کے ساتھ پھیلنے شروع ہو جاتے ہیں۔ تو بیمار جانوروں اور نیز ان جانوروں کو جن کے بیمار ہونے کا شبہ ہو یا جو بیمار جانوروں کے ساتھ رہے ہوں۔ ہلاک کر دیا جاتا ہے۔ تاکہ بیماری سارے ملک میں نہ پھیل جائے۔ وبازدہ علاقہ میں جانوروں کی نقل و حرکت موقوف کر دی جاتی ہے۔ اور اگر کسی شخص سے کوئی ایسی حرکت سرزد ہو۔ جس سے بیماری پھیلے۔ تو اسکو ازروئے قانون سخت سزا دی جاتی ہے۔ لومڑ کا شکار انگریزوں کا دلپذیر شغلہ ہے۔ لیکن بیماری کے شروع ہوتے ہی اس کو بھی روک دیا جاتا ہے۔ اور جو شخص اس بات میں انگریزوں کے خیالات و احساسات سے واقف ہے۔ وہ سمجھ سکتا ہے کہ ان کے اس مشغلہ میں دخل کیا معنی رکھتا ہے۔ انگلستان میں ہر بھیڑ کو سال میں دو مرتبہ کسی طاقتور دافع تعفن شے کے ساتھ نہلایا جاتا ہے۔ اور اس بارہ میں قانون اس قدر سخت ہے۔ کہ کاشتکار کو بھیڑ کے نہلانے سے دو روز پیشتر پولیس کو اطلاع دینی پڑتی ہے۔ تاکہ وہ دیکھ سکے۔ کہ بھیڑ کو اچھی طرح صاف کیا جاتا ہے یا نہیں۔ جو جانور دیوانگی کے مستوجب ہوں۔ ان کو انگلستان کی حدود کے اندر داخل نہیں ہونے دیا جاتا۔ اور صرف اس صورت میں داخل ہونے کی اجازت دی جاتی ہے کہ ان کو چھ ماہ تک قرنطینیہ میں رکھا گیا ہو۔ اس قدر عرصہ جانور کو قرنطینیہ میں رکھنے پر بڑا خرچ آتا ہے لیکن اس خرچ کو بخوشی خاطر گوارا کر لیا جاتا ہے۔ تاکہ دیوانگی حدود انگلستان سے باہر رہے۔

ہندوستان کا زمیندار کب اس بات پر آمادہ ہوگا۔ کہ امراض مواشی کی روک تھام کی غرض سے مواشی کی نقل و حرکت پر پابندیاں عائد کرنے کے لئے قانون یا قواعد بنائے جائیں اگر فی زمانہ کوئی ایسا قانون یا قاعدہ پاس کر دیا جائے۔ تو بالکل فضول ہوگا۔ اس لئے کہ لوگوں نے کبھی اس پہلو پر غور ہی نہیں کیا۔ اور وہ کبھی اس پر عمل نہیں کرینگے۔ وقت آگیا ہے کہ ہر ایک زمیندار کا جس کو تعلیم سے ذرا بھی بہرہ ہے۔ یا جس کو علم کا دعوٰی ہے۔ فرض ہے کہ وہ اپنے گاؤں میں بیمار مواشی کے علیحدہ رکھنے اور باہر سے آئے ہوئے۔ نئے خریدے ہوئے اور وبازدہ علاقوں سے لائے ہوئے جانوروں کی دیکھ بھال کے لئے انتظامات شروع کر دے۔ اگر ایک دفعہ یہ کام شروع کر دیا گیا۔ اور لوگ اپنے مواشی کی مناسب غور و پرداخت کرنے کے فوائد کو محسوس کرنے لگے۔ تو مواشی کی بیماریوں میں بہت کمی واقع ہو جائے گی۔ اور اس صورت میں گورنمنٹ بھی ان لوگوں کو مجبور کرنے کے لئے قواعد و ضوابط بنانے کے قابل ہو جائے گی۔ جو اس کے بعد بھی اپنے مواشی کی موزوں و مناسب غور و پرداخت سے غافل اور جاہل رہینگے

(محکمہ اطلاعات پنجاب)

سیرت خاتم النبیین

امسال سیرت النبیؐ کے جلسوں کے لئے جو مضامین مقرر ہوئے ہیں۔ ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے دنیا کو غلامی سے کس طرح نجات دلائی میرے نزدیک اس مضمون پر لیکچر دینے والے اصحاب کو حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے ناظر تعلیم و تربیت کی لطیف اور محققانہ تصنیف "سیرت خاتم النبیینؐ حصہ دوئم" کا ضرور مطالعہ کرنا چاہیئے کیونکہ حضرت موصوف نے اس کتاب میں مسئلہ ہذا پر سیر کن بحث فرمائی ہے اور واقعات کی بناء پر دکھلایا ہے کہ آنحضرت صلعم نے کس طرح اس رسم کو مٹانے کی سعی مبارک فرمائی۔

نہ صرف لیکچرار ہی بلکہ دوسرے دوست بھی اس کتاب کو منگوا کر اس موقعہ پر اپنے اپنے ہاں کے غیر مسلم معززین کو تحفۃً دیں تاکہ وہ بھی آنحضرت صلعم کے جمال و کمال سے صحیح طور پر واقفیت حاصل کر سکیں۔ اور ان غلط فہمیوں کا ازالہ ہو سکے۔ جو مخالفین اسلام نے پھیلا رکھی ہیں۔

مجھے توقع ہے کہ دوست اس موقعہ پر نہ صرف خود اس سے

یوم سیرۃ النبیؐ کیلئے حضرت مسیح موعودؑ حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ
کے دلچسپ مؤثر مضامین کے ٹریکٹ ارزاں قیمت پر

سیرت نبویؐ کو اس زمانہ میں حضرت مسیح موعودؑ اور خلفائے کرام سے بہتر اور کون بیان کر سکتا ہے۔ اس لئے اس موقعہ پران مقدس ہستیوں کے مندرجہ ذیل زبردست مضامین کی اشاعت نہایت ضروری ہے۔

زندہ نبی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دلچسپ اور دلکش تقریر جو پادری لیفرائے کے جواب میں پڑھی گئی۔ فی سینکڑہ ۔

دنیا کا اولو العزم نبی ۱۶ صفحہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نادر مضمون فی سینکڑہ ۱۲/-

محمد عربیؐ حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ کا ایک نہایت ہی مؤثر مدلل ولاویز مضمون جس میں آنحضرتؐ کے روز ولادت سے خلافت ثانی تک کے حالات کا فوٹو کھینچا گیا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ہرقل بادشاہ اور ابو سفیان کے گیارہ سوالات کے جوابات کا عجیب و غریب نقشہ شامل ہے۔ قرآن اور اناجیل اور عیسائی مورخوں کی شہادتوں سے صداقت نبوی ثابت کی گئی ہے۔ صفحات ۳۲۔ فی سینکڑہ ۸/-

دنیا کا محسن اعظم حضرت فضل عمرؓ خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا ایک نہایت ہی جامع اور تاریخی رنگ کا دلچسپ اور مؤثر لیکچر جو ولایت میں ہوا تھا۔ اس کی قیمت پہلے ۳/ اور ۲/ تک تھی۔ اب بصورت ٹریکٹ ۴۰ صفحات پر شائع کیا گیا ہے۔ فی سینکڑہ ۱۰/- انگریزی میں دس عدد فی روپیہ

اسلامی اصول کی فلاسفی حضرت مسیح موعودؑ کا مشہور و معروف لیکچر ہو سوا دو فی روپیہ دس عدد۔ ہندی ترجمہ فی روپیہ ۵ عدد۔ انگریزی فی روپیہ ۴ عدد۔ گورمکھی فی روپیہ ۵ عدد۔

سیرۃ النبیؐ مؤلفہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ اصل قیمت ۱/ تھی۔ اب اس موقعہ پر اس کی قیمت صرف ۲/ رکھی گئی ہے۔

کتاب گھر۔ قادیان

اللہ بخش سٹیم پریس قادیان
کی
بالکل نئی اور مضبوط بلڈنگ مع رہائشی مکان

واقعہ محلہ دار الفضل فروخت ہوتی ہے جو صاحب مع پارسن لینا چاہیں وہ لے لیں۔ آئندہ کیلئے پریس اسی جگہ کرایہ مقررہ پر کام کریگا۔ اندرون شہر میں بھی ایک مکان مع منزل بالائی ہے۔ قابل فروخت ہے۔ شہری طرز کا۔ خود یا کسی معتبر کے ذریعہ دیکھکر قیمت کا فیصلہ کرلیں۔

چوہدری اللہ بخش مالک اللہ بخش سٹیم پریس قادیان

پاکٹ میں رکھیں!

شفاخانہ رفیق حیات

ضرورت رشتہ ایک لڑکا جو قوم زمیندار جالپ عمر ۱۷-۱۸ سال خوبصورت حلیم الطبع تین چار جماعت تک تعلیم یافتہ باپ کا اکلوتا بیٹا ہے۔ پہلی بیوی فوت ہو چکی ہے۔ اس کے لئے فوری ناطہ کی ضرورت ہے۔ لڑکی شریف قوم سے اور گھر سنبھالنے والی ہو۔ خواہ کسی قوم سے ہو۔ خواہشمند احباب مجھ سے خط و کتابت کر کے تفصیلات دریافت فرمائیں۔ خاکسار۔ محمد ابراہیم بقاپوری واعظ مقامی قادیان

جلسہ ہائے سیرۃ النبیؐ منعقدہ ۲۶ نومبر کے موقعہ پر تقسیم کرنے کے لائق
چار بہترین اور نہایت موزوں ٹریکٹ

سالہائے سابق کی طرح امسال بھی بک ڈپو تالیف و اشاعت قادیان نے صیغہ تالیف و تصنیف کی زیر ہدایات چار نہایت مفید پر تاثیر اور دیدہ زیب ٹریکٹ ہزاروں کی تعداد میں شائع کئے ہیں۔ احباب جماعت کو چاہیئے کہ اس موقعہ پر انہیں خرید کر کثرت سے تقسیم فرمائیں۔ جہاں کسی باعث جلسہ نہ ہو سکے وہاں بھی اور جہاں جلسے ہوں وہاں بھی غیر مسلم اصحاب کو یہ ضرور پڑھوائیں۔ تاکہ جو مقصد ان مبارک جلسوں سے حاصل ہونا چاہیئے۔ وہ عمدگی سے پورا ہو سکے۔

شان محمدؐ ملفوظات از حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام صفحات ۲۴ قیمت ۴/ سینکڑہ

نبی کریم صلعم کی قربانیاں تقریر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز صفحات ۴۸ قیمت ۸/ سینکڑہ

پیارے رسولؐ کے پیارے حالات از قلم: پروفیسر کے این منترا ایم اے۔ ایس پی ایکاٹ (امریکہ) حجم ۲۴ صفحہ قیمت ۴/ سینکڑہ

پریم بھرے گیت آنحضرت صلعم کی تعریف و مدح میں ہندو شعراء کی نظمیں حجم ۳۲ صفحہ قیمت ۴/ سینکڑہ

یہ ٹریکٹ نہ صرف مضامین کی ندرت، لطافت اور تاثیر کے لحاظ سے ہی بہترین ہیں۔ بلکہ کاغذ کی عمدگی طباعت کی نفاست اور کتابت کی خوبصورتی نے بھی انہیں دیدہ زیب بنا دیا ہے۔ دیکھتے ہی پڑھنے کو جی چاہتا ہے۔ ہمیں توقع ہے کہ سرور کائنات حضرت نبی کریم صلعم کے نام لیوا اور خادم ان ٹریکٹوں کو زیادہ سے زیادہ تعداد میں منگوا کر تقسیم فرمائیں گے اور عند اللہ ماجور ہوں گے۔

تمام درخواستیں:۔ بک ڈپو تالیف و اشاعت قادیان ضلع گورداسپور کے پتہ پر آئیں۔

مشینری اور آلات زراعت

نئے اور ترقی یافتہ نمونوں کے مطابق ساختہ آہنی رہٹ، ہل، بیلنے، چکی یعنی خراس، چارہ کترنے کی مشینیں، منٹو ملز، چھڑائی کی مشینیں، قیمہ، بادام روغن اور سیویاں بنانے کی بے نظیر مشین وغیرہ ارزاں ترین قیمتوں پر خریدنے کے لئے ہماری باتصویر فہرست مفت طلب فرمائیے۔

ایم اے رشید اینڈ سنز انجنیئرز۔ بٹالہ پنجاب

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

پنڈت جواہر لال نہرو نے ۱۳ر نومبر ہندو یونیورسٹی بنارس کے طلبہ کے سامنے تقریر کرتے ہوئے کہا۔ کہ ہندو مہاسبھا رجعت پسندوں کی ایک حقیر جماعت ہے۔ گذشتہ چند ماہ میں مجھے کسی چیز نے اس قدر تکلیف نہیں دی۔ جتنی اس کی سرگرمیوں نے۔ اس کی حکمت عملی یہ ہے کہ ہندوستان سے مسلمانوں اور عیسائیوں کو مٹاکر ہندو راج قائم کیا جائے۔ اس کے ذمہ دار رہنماؤں کے اعلان کے مطابق اس کی حکمت عملی یہ ہے کہ غیر ملکی حکومت سے تعاون کیا جائے۔ ہندو مہاسبھا کی اس حکمت عملی سے زیادہ کوئی چیز ذلت آمیز۔ رجعت پسندانہ قومیت اور ترقی کے منافی اور نقصان دہ نہیں ہوسکتی۔ تقریر کے خاتمہ پر پنڈت مالویہ نے کہا کہ مہاسبھا اتنی خراب نہیں۔ جتنی ظاہر کی گئی ہے۔

نادر شاہ والئے افغانستان کے قتل کی تفصیلات جو اب موصول ہو رہی ہیں۔ ان سے ظاہر ہے۔ کہ محکمہ تعلیم کی طرف سے سالانہ جلسہ تقسیم انعامات کی تقریب میں آپ شمولیت کے لئے آئے تھے۔ اور طلباء سے گفتگو میں مصروف تھے۔ کہ آپ پر تین فائر کئے گئے۔ طلباء قاتل پر پل پڑے۔ مگر وزیر جنگ نے اسے بچا کر پولیس کے حوالہ کر دیا۔ شاہ موصوف کو قصر شاہی میں پہونچایا گیا۔ جہاں دس منٹ کے اندر اندر آپ وفات پا گئے۔ پبلک کو اس سے بہت قلق ہوا۔ لوگ سروں پر خاک ڈالتے اور بال نوچتے پھرتے تھے۔ قاتل عبدالخالق عمر ۲۲ سال جنرل غلام نبی خاں کے ایک ملازم کا بیٹا ہے۔ جو ۱۹۳۲ء میں ایک سازش کی بناء پر گرفتار ہوا تھا۔ مگر اس کی جوانی پر ترس کھا کر شاہ موصوف نے اسے معاف کر دیا۔ اس نے کہا ہے۔ کہ میں نے جنرل غلام نبی خاں کا انتقام لیا ہے۔

حضور نظام نے اپنی سالگرہ کی تقریب پر سال گذشتہ کا ۲۵ فیصدی اور سال رواں کا پچیس فیصدی مالیہ معاف کر دینے کا اعلان کیا تھا۔ اب معلوم ہوا ہے۔ کہ اس سے زمینداروں کے واجبات میں ۳۴ لاکھ ۳۴ ہزار روپیہ کی کمی ہو گئی ہے۔

لاہور سے ۱۴ر نومبر کی اطلاع ہے۔ کہ ۲۰ر اکتوبر کو منٹگمری ریلوے سٹیشن پر ڈاک کے ڈبہ میں سے جن میں ڈاک کے سترہ تھیلے رکھے تھے۔ سات تھیلے پر اسرار طریق پہ چرا لئے گئے۔ جن میں ڈاک کے کاغذات کے علاوہ ساڑھے چار ہزار روپیہ کے نوٹ بھی تھے۔ محکمہ کی طرف سے سراغرسان کے لئے اڑھائی صد روپیہ کے انعام کا اعلان کیا گیا ہے۔

حیدر آباد دکن سے ۱۴ر نومبر کی خبر ہے۔ کہ کل شام بریگیڈیر جنرل نواب عثمان یار الدولہ کمانڈر انچیف افواج و ملٹری سیکرٹری حضور نظام طویل علالت کے بعد انتقال کر گئے حضور نظام اس خبر کو سن کر آپ کے دولتکدہ پر تعزیت کے لئے تشریف لے گئے۔

مسلم ممبران اسمبلی کا ایک وفد ۱۴ نومبر کو مسئلہ فلسطین کے متعلق مسلمانان ہند کے خیالات پیش کرنے کے لئے وائسرائے کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ہز ایکسی لنسی نے وعدہ کیا۔ کہ وہ وفد کے خیالات کو وزیر ہند تک پہنچا دینگے۔

کلکتہ سے ۱۴ر نومبر کی خبر ہے۔ کہ ایک ۲۵ سالہ ہندو عورت کو جو کچھ عرصہ سے بیمار تھی۔ مردہ سمجھ کر سپرد آتش کرنیکے شمشان بھومی میں لے جایا گیا۔ لیکن جب مرگھٹ پر رکھا گیا۔ تو اس میں آثار زندگی پائے گئے۔ چنانچہ ڈاکٹر طلب کیا گیا۔ جس نے بتایا کہ وہ زندہ ہے۔ اور اسے انجکشن دیا۔ جس سے وہ ہوش میں آگئی۔ چنانچہ رشتہ دار اسے بخوشی اپنے ساتھ گھر لے گئے۔

ہاوس آف کامنز میں ۱۳ر نومبر کو ایک ممبر نے سوال کیا کہ جزائر انڈمان کو قیدیوں کے لئے بند کر دینے کے متعلق حکومت کیا کارروائی کر رہی ہے۔ وزیر ہند نے جواب دیا۔ کہ یہ جزائر اب قریباً آزاد نو آبادی کی شکل میں تبدیل ہو گئے ہیں۔ اور وہاں جانا یا نہ جانا قیدیوں کی اپنی مرضی پر ہے۔ ۱۹۲۱ء میں وہاں ۱۱۵۰۰ قیدی تھے۔ جو گھٹتے گھٹتے اس وقت صرف ۶۵۰۰ رہ گئے ہیں۔ سول نافرمانی کے کسی قیدی یا نظر بند کو وہاں نہیں بھیجا گیا۔

دارالعوام میں ۱۳ر نومبر کو ایک ممبر نے مطالبہ کیا۔ کہ مسٹر سوبھاش چندر بوس کو ہندوستان پہنچتے ہی گرفتار کر لیا جائے کیونکہ قیام یورپ کے دوران میں ان کی سرگرمیاں گورنمنٹ کے سخت مخالف رہی ہیں۔ وزیر ہند نے کہا۔ کہ گورنمنٹ جو مناسب سمجھے گی کرے گی۔ کوئی وعدہ نہیں کیا جاسکتا۔

برٹش گورنمنٹ کی تخفیف اسلحہ کی پالیسی کے خلاف پروٹسٹ کے لئے ۱۴ر نومبر کو ہاؤس آف کامنز میں لیبر پارٹی کی طرف سے عدم اعتماد کی تحریک پیش ہوئی۔ جو ۵۴ کے خلاف ۴۰۹ آراء کی کثرت سے گر گئی۔

جاپان اور ہندوستان کے مابین معاہدہ تجارت کے لئے جو کانفرنس ہو رہی ہے۔ اس کے متعلق نئی دہلی سے ۱۴ نومبر کی خبر ہے۔ کہ اس کے تمام مراحل طے ہو چکے ہیں۔ اور اب صرف مسودہ کو قانونی شکل دینے کا کام باقی ہے۔ جو چند ماہرین کی سب کمیٹی کے سپرد ہے۔

جاپان گورنمنٹ نے ایک آرڈی ننس جاری کرکے امیر البحر کو پارلیمنٹ کے کنٹرول سے بالکل آزاد کر دیا ہے۔ گویا اب وہ اپنے محکمہ میں خود مختار ہوگا۔ اور صرف شاہنشاہ کے سامنے جوابدہ ہوگا۔

ناگپور سے ۱۴ نومبر کی خبر ہے۔ کہ سناتن دھرمی گاندھی جی کے خلاف ستیہ آگرہ کر رہے ہیں۔ چنانچہ سولہ والنٹیروں کا ایک جتھا دہلی سے اسی غرض کے لئے یہاں پہنچا ہے۔

ٹائمز آف انڈیا کے نامہ نگار کو معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے۔ کہ مہاراجہ الور ۱۶ نومبر کو یورپ سے روانہ ہو کر ۸ دسمبر کو الور پہونچ جائینگے۔

پنجاب پراونشل ہندو سبھا نے کمیونل ایوارڈ کے خلاف زبردست پروٹسٹ کیا ہے۔ اور سیلیکٹ کمیٹی کو اس مضمون کا ایک تار بھی ارسال کیا ہے۔

پنڈت جواہر لال نہرو نے ۱۴ر نومبر کو بنارس میں ایک اخباری نمائندہ سے کہا۔ کہ سول نافرمانی کے واپس لئے جانے کا میں سخت مخالف ہوں۔ کیونکہ گورنمنٹ سے تعاون اور جنگ آزادی کے مابین کوئی تیسرا رستہ اور ہے ہی نہیں۔

الہ آباد سے ۱۵ نومبر کی اطلاع ہے کہ مقدمہ سازش میرٹھ کے سات اسیر جنکی سزا تخفیف ہو کر ایک ایک سال رہ گئی تھی۔ میعاد قید کے پورا ہونے پر آج نینی جیل سے رہا کر دئے گئے۔

کابل سے ۱۴ر نومبر کی اطلاع ہے کہ کنگ نادر شاہ کے ماتم میں گذشتہ پنجشنبہ کو بازار بند رہے۔ فوجی اعزاز کے ساتھ جنازہ اٹھایا گیا۔ جس کے ساتھ ۵۰ ہزار اشخاص تھے۔ احتیاطی طور پر کوہ دامان میں مزید افواج بھیج دی گئی ہیں۔ گو بغاوت وغیرہ کے کوئی آثار نہیں۔ ملک میں اس وقت تک بالکل امن و امان ہے۔

نازی پارٹی کے جرمنی میں برسر اقتدار آنے کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ فرانس اور جرمنی میں انتہائی کشیدگی پیدا ہو گئی ہے۔ حتیٰ کہ فرانسیسی سیاح تک جرمنی میں داخل نہیں ہو سکتا۔ فرانس کو ہر وقت جرمنی کی طرف سے حملہ کا خدشہ لگا رہتا ہے۔ فرانس بھی تیاریوں میں شب و روز مصروف ہے

واشنگٹن کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ امریکہ جنگ کی زبردست تیاری کر رہا ہے۔ چنانچہ فوج کے لئے اس نے پچاس لاکھ پونڈ کی رقم منظور کی ہے۔

لکھنؤ سے ۱۵ نومبر کی خبر ہے کہ اعظم گڑھ ڈسٹرکٹ کے ایک گاؤں میں مسجد میں بم پھٹنے کی اطلاع موصول ہوئی ہے۔ پولیس کسی انقلاب پسند پر شبہ کرتی ہے۔

دیناج پور پولیس نے ۱۵ نومبر کو مقامی گرلز سکول پر چھاپہ

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر۔ غلام نبی